﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۸ جمعۃ المبارک ۱۸ / مئی ۲۰۰۱ء شمارہ ۲۰

۲۵ / صفر ۱۴۲۲ ہجری ☆ ۱۸ / ہجرت ۱۳۸۰ ہجری شمسی

ابتلاؤں کا اجر

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے دن جب ابتلاؤں سے گزرنے والوں کو اجر دیا جائے گا تو اہل عافیت یعنی جو ابتلاؤں سے محفوظ رہے وہ خواہش کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کی کھالیں قینچیوں سے کاٹی جاتیں تاکہ وہ بھی یہ مقام حاصل کرتے“۔

(جامع ترمذی کتاب الزھد باب فی ذھاب البصر)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

دنیاداروں نے تو یہی سمجھ لیا ہے کہ یورپ کی تقلید سے ترقی ہوگی۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ ترقی ہمیشہ راستبازی سے ہوا کرتی ہے۔ جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔

”لوگ چاہتے ہیں کہ ترقی ہو مگر وہ نہیں جانتے کہ ترقی کس طرح ہوا کرتی ہے۔ دنیاداروں نے تو یہی سمجھ لیا ہے کہ یورپ کی تقلید سے ترقی ہوگی۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ ترقی ہمیشہ راستبازی سے ہوا کرتی ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے نمونہ رکھا ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کی جماعت کا نمونہ دیکھو۔ ترقی اسی طرح ہوگی جیسے پہلے ہوئی تھی۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ پہلے جو ترقی ہوئی وہ صلاح اور تقویٰ اور راستبازی سے ہوئی تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے جویا ہوئے اور اس کے احکام کے تابع ہوئے۔ اب بھی جب ترقی ہوگی اسی طرح ہوگی۔

سید احمد خان قومی قومی کہتے تھے مگر افسوس ہے کہ وہ ایک بیٹے کی بھی اصلاح نہ کر سکے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دعویٰ کرنا اور چیز ہے اور اس دعویٰ کی صداقت کو دکھانا اور بات۔ اصل یہی ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں سکھایا ہے جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ جس قدر وہ قرآن شریف سے دور جا رہے ہیں اسی قدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دُور جا رہے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجارت، زراعت اور ذرائع معاش سے جو حلال ہوں، منع نہیں کیا۔ مگر ہاں اس کو مقصود بالذات قرار نہ دیا جاوے بلکہ اس کو بطور خادم دین رکھنا چاہئے۔ زکوٰۃ سے بھی یہی منشاء ہے کہ وہ مال خادمِ دین ہو۔

خوب یاد رکھو کہ اصل طریق ترقی کا یہی ہے۔ جب تک قوم اللہ تعالیٰ کے لئے قدم نہیں اٹھاتی اور اپنے دلوں کو پاک صاف نہیں کرتی کبھی ممکن نہیں کہ یہ قوم ترقی کر سکے۔ یہ خیال محض غلط ہے کہ صرف انگریزی پڑھنے اور انگریزی لباس پہننے اور شراب پینے اور فسق وفجور میں مبتلا ہونے سے ترقی ہو سکتی ہے۔ یہ تو ہلاک کرنے کی راہ ہے۔ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جو قوم رہتی تھی کیا وہ معاش اور آسائش کے سامان نہ رکھتے تھے؟ کیا وہ انگریزی ہی پڑھے ہوئے تھے؟ اسی طرح لوط علیہ السلام کے زمانہ میں بھی معاش کے ذریعے تھے۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی معاش کے بعض ذریعے ہیں جن میں سے ایک یہ زبان بھی ہے جو معاش کا ذریعہ سمجھی گئی ہے لیکن وہ زبان جو خدا تعالیٰ کی زبان ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے علم و معرفت کی کنجی بنایا ہے۔ جب انسان تعصب سے پاک ہو کر تدبر سے قرآن شریف کو دیکھے گا اور اعراض صوری اور معنوی سے باز رہے گا بلکہ دعاؤں میں لگا رہے گا تب ترقی ہوگی۔

یہ لوگ جو قومی ترقی، قومی ترقی کا شور مچا رہے ہیں، میں ان کی آوازوں کو سن کر حیران ہوا کرتا ہوں کہ شاید ان کو مرنا ہی بھولا ہوا ہے اور ناپائیدار زندگی کو انہوں نے مقدم کر لیا ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ یورپ جیسے امیر کبیر بن جاویں۔ ہم منع نہیں کرتے کہ حد مناسب تک کوئی کوشش نہ کرے۔ مگر افراط تو مذموم امر ہے۔ افسوس ان ترقی چاہنے والوں کے نزدیک عملی طور پر ہر ایک بدی حلال ہے یہاں تک کہ زنا بھی جیسا کہ یورپ کا عملی طرز بتا رہا ہے اگر یہی ترقی ہے تو پھر ہلاکت کیا ہوگی؟

پس تم اپنی نیتوں کو صاف کرو، اللہ تعالیٰ کو رضامند کرو، دعاؤں میں لگے رہو اور دین کی اشاعت کے لئے دعا کرو۔ پھر منع نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس قسم کی استعداد اور مناسبت معاش کے لئے دی ہے اس سے کام لو۔ زراعت ہو یا ملازمت یا تجارت، کرو مگر یہ نہیں کہ اس کو مقصود بالذات سمجھ کر دل اس سے لگا لو۔ بلکہ دل اس سے ہمیشہ اُداس رکھو اور اسے ابتلا سمجھو اور دعا کرتے رہو کہ خدا تعالیٰ وہ زمانہ لاوے کہ فراغت کا زمانہ یادِ الٰہی کے لئے میسر آوے۔ میری غرض اور تعلیم تو یہ ہے۔ جو اس پر مخالفت کرے اس کا اختیار ہے۔ ہنسی کرے اختیار ہے مگر حق یہی ہے۔ جو لوگ آزاد مشرب ہیں وہ ایسی باتوں پر سخت ہنسی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ اطفال کے درجہ پر ہیں اور ہمیں تیرہ سو برس پیچھے لے جاتے ہیں مگر جن میں تقویٰ ہو اور موت کو یاد رکھتے ہیں وہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے؟ مَیں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ جب تک صحت ہے اس وقت تک یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں لیکن جب ذرا ابتلا ہوتے ہیں تو ہوش میں آجاتے ہیں۔ نیچری مذہب کے لئے اسی قدر مستحکم ہوگا جس قدر دنیوی آسائش و آرام میسر ہوگا۔ جس قدر مصائب ہونگے ڈھیلا ہوتا جائے گا۔ جو شخص دنیوی وجاہت اور عہدہ پاتا ہے اور قوم میں ایک عزت دیکھتا ہے وہ کیا سمجھ سکتا ہے کہ دین کیا چیز ہے؟ جو گروہ نمازوں میں تخفیف کرنی چاہتا ہے اور روزوں کو اڑانا چاہتا ہے اور قرآن شریف کی ترمیم کرنے کا خواہشمند ہے اگر اسے ترقی ہو تو تم سمجھ لو کہ انجام کیا ہو“۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۹ تا ۳۱)

رحیم اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جس کا تقاضا ہے کہ وہ محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ان پر ثمرات اور نتائج مرتب کرتا ہے

یہ صفت انسان کی امیدوں کو وسیع کرتی اور نیکیوں کے کرنے کی طرف جوش سے لے جاتی ہے

رحیمیت دعا کو چاہتی ہے اور یہ انسان کے لئے ایک خلعت خاصّہ ہے

مختلف قرآنی آیات کے حوالہ سے رحیمیت کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۴ / مئی ۲۰۰۱ء)

لندن (۴ / مئی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ

آل عمران کی آیت ۳۲ کی تلاوت کی اور گزشتہ خطبات سے صفات الٰہیہ کے متعلق جاری مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے قرآن مجید میں صفت "رحیم" کے تذکرہ کے حوالہ سے اس کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت فرمائی۔ حضور ایدہ اللہ نے آیت کریمہ ﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰه ......الخ﴾ کے حوالے سے فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں ایک عجیب انداز اختیار فرمایا گیا ہے کہ اگر واقعی تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میرے پیچھے چلو، اگر تم میری پیروی کروگے تو اللہ تم سے محبت کرے گا اور اس سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ جب رسول اللہ کی پیروی کے نتیجہ میں اللہ تم سے محبت کرے گا تو تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بار بار رحم کا لفظ اس لئے فرمایا کہ بندے تو بہت گنہگار ہوتے ہیں اس لئے ان کو بار بار خدا کی طرف توبہ کرتے ہوئے لوٹنا ہوتا ہے اس لئے خدا بار بار ان کی توبہ قبول کرتے ہوئے رحم فرمائے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے اسی تعلق میں آج کے خطبہ میں سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء میں سے وہ آیات پیش فرمائیں جن میں لفظ رحیم آیا ہے اور ان آیات کے معانی و مطالب کی وضاحت کرتے ہوئے صفت رحیم کے اس موقع پر استعمال کی حکمت کو بیان فرمایا جن میں بنیادی پیغام یہی ہے کہ مختلف قسم کے گناہوں کے باوجود جو لوگ توبہ کرتے ہوئے خدا کے حضور جھک جائیں گے اور اپنی اصلاح کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ کو ان گناہوں کے باوجود بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا پائیں گے۔ جس نے بھی سچے دل سے توبہ کی ہو اللہ ان کو بخشنے کی طاقت رکھتا ہے۔ جو سنگین گناہ انسان پہلے کر چکے ہیں اگر وہ خدا کی طرف لوٹیں تو وہ اسے بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا پائیں گے۔

سورۃ النساء آیت ۳۰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے درمیان اپنے اموال باطل کے ذریعہ نہ کھایا کرو۔ سوائے اس کے کہ تم آپس کی رضامندی کے ساتھ تجارت کرو۔ پھر فرمایا ﴿لا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ﴾ یعنی جب تم تجارت میں بددیانتی کرتے ہو تو سارے معاشرے کو قتل کر دیتے ہو۔ تجارت میں بددیانتی کرنے والے اپنے معاشرہ کو اقتصادی طور پر قتل کر دیتے ہیں اور یاد رکھو کہ اللہ تم پر بار بار رحم کرنے والا ہے۔ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے کہ خود اپنی ہی قوم پر بار بار رحم کر سکو۔

سورۃ النساء کی آیات ۹۶، ۹۷ کے حوالہ سے حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ جہاد سے عمداً پیچھے رہ جانے والوں کا اللہ تعالیٰ نے بہت ہی سخت تنبیہ کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور فرمایا کہ ان کی بخشش بھی اگر رسول ان کے لئے معافی مانگے اور وہ لوگ سچے دل سے توبہ کریں تو پھر معافی ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ لوگ جو بیماری یا کسی قسم کی مجبوری کی وجہ سے جہاد سے پیچھے رہ جاتے ہیں وہ بھی مجاہدین کے برابر تو نہیں ہو سکتے۔ ان کی مجبوری ان کی اپنی شامت اعمال ہے۔ پس ان کو یہ کہہ کر مجاہدین کے برابر نہیں کیا جا سکتا کہ ان کا پیچھے رہ جانا ان کی مجبوری کی وجہ سے تھا۔

اسی طرح سورۃ النساء آیت ۱۰۱ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بھی اللہ کی خاطر ہجرت کرتا ہے وہ ہجرت میں اپنے لئے بڑی فراخی پائیں گے۔ گھروں کی فراخی بھی ہوگی اور رزق کی فراخی بھی۔ اور سب سے بڑا وعدہ یہ ہے کہ اگر ہجرت کی حالت میں وہ فوت ہو جائیں گے تو وفات کے وقت ان کو بہت بڑا اجر دیا جائے گا اور یہ اجر اللہ پر فرض ہو چکا ہے اور باوجود اس کے کہ ان سے بہت سی غلطیاں بھی ہوئی ہونگی مگر اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ نے مختلف آیات کریمہ کے حوالہ سے رحیمیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر فرمایا اور آخر پر آنحضرتؐ کی ایک حدیث اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رحیمیت کے مفہوم میں نقصان کا تدارک کرنا لگا ہوا ہے۔ رحیم اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جس کا تقاضا ہے کہ وہ محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ان کے ثمرات اور نتائج مترتب کرتا ہے۔ یہ صفت انسان کی امیدوں کو وسیع کرتی اور نیکیوں کے کرنے کی طرف جوش سے لے جاتی ہے۔ رحیمیت دعا کو چاہتی ہے اور یہ انسان کے لئے ایک خلعت خاصہ ہے۔

❀❀❀......✡✡✡......❀❀❀

کتابیں پڑھنے کے بعد لائبریری کو بھیج دیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

"افراد سے میں کہوں گا کہ آپ اپنی زندگی میں (اور آپ سے مراد وہ دوست ہیں جنہیں علم کا شوق ہے اور کتابیں خریدتے ہیں) بہت سی کتب ایسی بھی خریدتے ہیں کہ جب پڑھ لیتے ہیں تو ان میں آپ کو دلچسپی باقی نہیں رہتی۔ پس ایسے دوستوں کو سوچنا چاہئے کہ ایسی کتاب میں ایک ہزار دوسرے آدمیوں کو دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اس واسطے وہ ایسی کتب (خلافت) لائبریری میں بھیج دیں۔ ان کا اپنا شوق تو پورا ہو گیا......"۔

اگر ہماری ساری جماعت اس طرف توجہ کرے اور ساری جماعت سے مراد پاکستان کی جماعت نہیں بلکہ ساری دنیا کی جماعتیں مراد ہیں جن میں کروڑ ڈیڑھ کروڑ سے بھی شاید زیادہ افراد ہوں۔ پس اگر دوست توجہ کریں تو ہمیں سال میں ایک لاکھ کتابیں آسانی سے مل سکتی ہیں"۔

(روزنامہ الفضل ، ۲ر مئی ۱۹۹۱ء)

(مرسلہ: صدر خلافت لائبریری کمیٹی، ربوہ)

......نذرانۂ جاں بھی

ہر سمت ہے گو ظلم و تعصّب کا دھواں بھی
منزل بھی نگاہوں میں ہے منزل کے نشاں بھی
ہم وارثِ دیں ، وارثِ شمشیر و سناں بھی
پھولوں کی مہک ہیں کبھی شعلوں کی زباں بھی
ناموسِ محمدؐ پہ کبھی وقت جو آیا
ہم پیش کریں گے اُسے نذرانۂ جاں بھی
ہم وہ ہیں کہ دشمن کو بھی دیں دل سے دعائیں
جو آئے مٹانے اُسے دیں امن و اماں بھی
افریقہ کے صحرا میں کیا ہم نے اُجالا
یوروپ کے کلیساؤں میں دی ہم نے اذاں بھی
اِلحاد کو للکارا سرِ محفلِ اِلحاد
تثلیث کے چہرے کو کیا ہم نے عیاں بھی
توحید کے متوالوں پہ تکفیر کے فتوے
واعظ کا ہے کیا خوب یہ اندازِ بیاں بھی
کرتے ہیں بہاروں پہ وہ تنقید مسلسل
چہروں پہ لئے پھرتے ہیں جو رنگِ خزاں بھی
اس راز سے واقف نہیں نفرت کے پُجاری
دنیا میں ہے اک چیز محبت کی زباں بھی
اٹھی ہے کچھ اس ڈھنگ سے وہ چشم کرم آج
میخوار بھی سیراب ہوئے تشنہ وہاں بھی
مظلوم کی آہوں سے لرز جاتا ہے سورج
طوفان اٹھا دیتا ہے اِک اشکِ رواں بھی
ہو جائیں گے معلوم زمانے کو حقائق
چھٹ جائے گا اِک روز تعصّب کا دُھواں بھی
اے دیکھنے والو ہمیں نفرت سے نہ دیکھو
ہیں خاک نشیں باعثِ تزئینِ جہاں بھی
ہم اُن کے ہیں جو اُن کا ہو وہ مٹ نہیں سکتا
ہو درپئے آزار اگر سارا جہاں بھی
پچھتائیں گے کل اپنے ہر اِک جَور پہ ثاقب
دیتے نہیں جو آج ہمیں اِذنِ فُغاں بھی

(ثاقب زیروی)

آداب تلاوت قرآن کریم

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اب ہر ایک شخص کا جو قرآن شریف پڑھتا ہے یا سنتا ہے یہ فرض ہے کہ وہ اس رکوع کے آگے نہ چلے جب تک اپنے دل میں یہ فیصلہ نہ کرلے کہ مجھ میں یہ صفات، یہ کمالات ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو وہ مبارک ہے اور اگر نہیں تو اسے فکر کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں مانگنی چاہئیں کہ وہ ایمان صحیح عطا فرمائے"۔ (حقائق الفرقان جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

(مرسلہ: ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد، تعلیم القرآن وقف عارضی)

جماعتی نظام کے لئے اسلام میں اصول وہدایات

(رقم فرمودہ :مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم (مرحوم)

(یہ مقالہ محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم (مرحوم) نے مجلس ارشاد مرکزیہ کے اجلاس منعقدہ ۳۱راکتوبر ۱۹۷۰ء میں بمقام مسجد مبارک ربوہ پڑھا۔ اس اجلاس کی صدارت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمائی تھی۔)

﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْكُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُم فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا﴾

جماعتی نظام

سیدی و احباب کرام! اسلام نے جماعتی زندگی کو سب سے بڑی نعمت و رحمت قرار دیا ہے۔ اور جماعت سے علیحدگی کو جاہلیت اور حیاتِ جاہلیت قرار دیا ہے جیساکہ اس سلسلہ میں احادیث میں متعدد روایات ملتی ہیں۔ مثلاً آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: "مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مِيْتَةَ الجَاهِلِيَّة" کہ جس نے جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور اس علیحدگی کی حالت میں وفات پاگیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی جس کو دوسرے الفاظ میں کفر کی موت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پھر فرمایا:"من فارق الجماعة شبراً فكانّما خلع ربقة الاسلام من عنقه"۔(ترمذی) یعنی جس نے جماعت سے ایک بالشت بھر علیحدگی اختیار کی اس نے گویا اسلام کی اطاعت کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ ایک روایت میں ہے:"دَخَلَ النَّار (اخرجه الحاكم على شرط الصحيحين) یعنی اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

اس قدر تاکیدی حکم التزام جماعت کے متعلق بیان کیا گیا ہے اور جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والے کے متعلق صاف فرمایا کہ وہ شخص اپنے آپ کو شیطان کے قبضہ واختیار میں دے کر اس کا ساتھی اور قرین ہو جاتا ہے جس کے متعلق بِئْس القَرِين کی وعید بیان ہوئی ہے۔ جیساکہ فرمایا: "عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَذ"۔ کہ جماعت کو لازم پکڑو۔ کیونکہ جونہی کسی نے علیحدگی اختیار کی تو شیطان اس کا ساتھی ہوگیا۔ پھر يَدُاللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ تو مشہور و معروف ہی ہے۔

وحدت جمہوری

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفس واحد کی طرح بنادے۔ اس کا نام وحدتِ جمہوری ہے جس سے بہت سے انسان بحالت مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھے جاتے ہیں۔ مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدتِ جمہوری کے ایک دھاگہ میں سب پروئے جائیں۔ یہ نمازیں باجماعت جو ادا کی جاتی ہیں وہ بھی اسی وحدت کے لئے ہیں تاکہ کُل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جائے۔ اور آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم اس لئے ہے کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کر کے اسے قوت دیوے۔ حتیٰ کہ حج بھی اسی لئے ہے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۲۹)

اس اقتباس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعتی زندگی یا جماعتی نظام کو وحدتِ جمہوری کے الفاظ میں بیان فرماکر اس کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے۔

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

"دنیا میں چونکہ جماعت سے بڑھ کر اور کوئی طاقت نہیں ہے اس لئے ترقی کرنے کا سب سے بہتر طریق یہی ہے کہ انسان جماعت سے اپنے آپ کو وابستہ کرے۔ اس سے سُست بھی آگے بڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ گویا جماعت کے لوگ اس کے لئے سہارا ہو جاتے ہیں۔ جماعت کے انتظام سے داناؤں نے ایسے ایسے فائدے اٹھائے ہیں کہ دیکھ کر حیرت آتی ہے"۔

(خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۳۰رمئی ۱۹۱۶ء)

جماعتی نظام یا جماعتی زندگی کی اہمیت بیان کرنے کے بعد اب اس سلسلہ میں چند اصول وہدایات کو اختصار سے پیش کیا جاتا ہے جو قرآن کریم، احادیث شریف، ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء اور مقربین کے ارشادات یا تحریرات میں بالتفصیل بیان ہوئے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

اعتصام بحبل اللہ

سو اسلام میں جماعتی نظام کے لئے سب سے پہلا اور سب سے بڑا اصل ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا﴾ میں بیان ہوا ہے جس کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"اللہ کے رسے کو مضبوط پکڑو اور اختلاف نہ کرو۔ دوسری قومیں ظاہری سامانوں سے اتفاق کر سکتی ہیں مگر اسلام میں اتفاق کا ذریعہ صرف ایک ہی ہے کہ حبل اللہ کو پکڑا جائے۔ اور حبل اللہ کیا ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء ہیں۔ قرآن کریم میں ہے اسلام کیا ہے وہ جو انبیاء احکام دیتے ہیں۔ پس انبیاء بھی حبل اللہ ہیں۔ رسول کریم ﷺ حبل اللہ ہیں اور مسیح موعود علیہ السلام حبل اللہ ہیں، قرآن کریم حبل اللہ ہے، ان کو پکڑے بغیر اتفاق نہیں ہو سکتا"۔(خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۳۱رمئی ۱۹۱۹ء)

چونکہ خلفاء انبیاء کے کام کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق منتخب کئے جاتے ہیں جیساکہ اس حقیقت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے رسالہ الوصیت میں واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ لہذا انبیاء کی طرح خلفاء بھی حبل اللہ ہیں اور ان کا اعتصام بھی اسی طرح واجب ہے جس طرح کہ انبیاء سے اعتصام واجب و ضروری ہے۔ چنانچہ Lane Pool نے حبل کے معنیٰ:

"A Promise or assurance of security"

بیان کر کے بعینہ آیت استخلاف میں خلفاء کے ذریعہ امن کے وعدۂ الٰہی کی طرف غمازی کرتے ہوئے دوسرے الفاظ میں خلفاء کو حبل اللہ میں لغت کے لحاظ سے بھی شمار کر دیا ہے۔

پس جماعتی نظام کے لئے خلفاء سے اعتصام سب سے بڑا اصل ہے اور باقی ایک لحاظ سے تمام اصول وہدایات اس کی فروعات کا حکم رکھتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک ضروری بات یہ ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرو۔ ترقی انسان خود نہیں کر سکتا جب تک کہ ایک جماعت اور ایک اس کا امام نہ ہو۔ اگر انسان میں یہ قوت ہوتی کہ وہ خود بخود ترقی کر سکتا تو پھر انبیاء کی ضرورت نہ تھی۔ تقویٰ کے لئے ایک ایسے انسان کے پیدا ہونے کی ضرورت ہے جو صاحب کشش ہو اور بذریعہ دعا کے وہ نفوس کو پاک کرے۔ دیکھو اس قدر حکماء گزرے ہیں کیا کسی نے صالحین کی جماعت بنائی؟ ہرگز نہیں۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ صاحب کشش نہ تھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے کیسے بنادی۔(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۴۲۱)

اطاعت خلیفہ وامراء

جماعتی نظام کے لئے دوسرا اصل اطاعت خلیفہ اور اس کے مقرر کردہ امراء اور عہدیداران کی اطاعت ہے۔ جہاں تک امراء اور دیگر عہدیداران کی اطاعت کا سوال ہے اس سلسلہ میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں:

"جماعتی تنظیم و تربیت کے تعلق میں اسلام ایک خاص بلکہ خاص الخاص ہدایت یہ دیتا ہے کہ مومنوں کو ان امراء کی کامل اطاعت کرنی چاہئے جو جماعتی انتظام کے ماتحت مقرر کئے جائیں۔ یہ ہدایت گویا جماعتی تنظیم کی ریڑھ کی ہڈی ہے جسے نظرانداز کرنے سے سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور جماعت جماعت نہیں رہتی بلکہ منتشر افراد کا ایک پھٹا ہوا گروہ بن جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کو اس بات کا اتنا خیال تھا کہ آپ بسا اوقات فرماتے تھے "مَنْ اَطَاعَ اَمِيْرِى فَقَدْ اَطَاعَنِى وَ مَنْ عَصٰى اَمِيْرِى فَقَدْ عَصَانِى"۔ یعنی جس شخص نے میرے مقرر کئے ہوئے امیر کی اطاعت کی اس نے اس کی اطاعت نہیں کی بلکہ میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے گویا میری نافرمانی کی۔ اور جب آپؐ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ایسے امیر بھی ہو سکتے ہیں جو جابر ہوں۔ وہ اپنے حقوق تو ہم سے جبراً چھینیں لیکن ہمارے حقوق ہمیں نہ دیں تو اس صورت میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا "اَدُّوْا اِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ"۔ یعنی تم اس صورت میں بھی اپنے امیروں کے حقوق انہیں ادا کرو اور اپنے حقوق کا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔

اور جب آپؐ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ایک امیر بے وقوف بھی ہو سکتا ہے جس کے بعض احکام جہالت پر مبنی ہوں تو اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ آپؐ نے فرمایا" اِسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوا وَ اِن اسْتَعْمَلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ ذَبِيْبَة " یعنی تم پھر بھی اس کی بات پر کان دھرو اور اس کا حکم مانو خواہ تم پر ایک ایسا حبشی غلام امیر مقرر کر دیا جائے جس کا سر انگور کے خشک دانے کی طرح چھوٹا ہو۔ البتہ آپؐ نے ایک کامل مصلح کی حیثیت میں ایک شرط ضرور لگائی ہے اور وہ یہ کہ اگر نعوذ باللہ کوئی امیر اپنے ماتحت لوگوں کو کوئی ایسا حکم دے جو صریح طور پر کسی قطعی اسلامی حکم کے خلاف ہو تو اس صورت میں اس کی اطاعت فرض نہیں رہتی۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں "اِلَّا اَنْ تَرَوا كُفْراً بَوَّاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ "یعنی تم پر امیر کی اطاعت صرف اس صورت میں غیر واجب ہے کہ تم اس کے حکم میں کوئی کھلم کھلا کفر پاؤ اور اس کے متعلق تمہارے پاس خدا کی طرف سے کوئی قطعی دلیل موجود ہو"۔

(جماعتی تربیت اور اس کے اصول صفحہ ۳۳،۳۴)

جب عام امیروں وغیرہ کے متعلق اطاعت بجا لانے کے اس قسم کے ارشادات نبوی ہیں تو خلافت کی شان کا خود اندازہ کیا جاسکتا ہے جو نبوت کا تتمہ ہے جیساکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: "مَاكَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ"یعنی کوئی نبوت ایسی نہیں ہوتی جس کے بعد خلافت نہ آتی ہو"۔

خلفاء کا مقام اور اطاعت

خلفاء کا مقام کیا ہے اور ان کی اطاعت کس رنگ میں ہونی چاہئے اس کے لئے خدا تعالیٰ کے موعود خلیفہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ایک خطبہ جمعہ سے اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"جو جماعتیں منظم ہوتی ہیں ان پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور کچھ شرائط کی پابندی ان کے لئے لازمی ہوتی ہے جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے اور اس کے متعلق مَیں نے کہا تھا کہ ان شرائط اور ذمہ داریوں میں سے ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں اور اس کی اطاعت کا اقرار کر چکے ہیں تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہئے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے قدم اٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا چاہئے اور افراد کو کبھی بھی ایسے کاموں میں حصہ نہیں لینا چاہئے جن کے نتائج ساری جماعت پر آکر پڑتے ہیں۔ کیونکہ پھر امام کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں

رہتی۔ اگر ایک شخص اپنے طور پر دوسری قوموں سے لڑائی مول لے لیتا ہے اور ایسا فتنہ یا جوش پیدا کر دیتا ہے جس کے نتیجہ میں ساری جماعت مجبور ہو جاتی ہے کہ اس لڑائی میں شامل ہو تو اس کے متعلق پھر یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ اس نے امام اور خلیفہ کے منصب کو چھین لیا اور خود امام اور خلیفہ بن بیٹھا اور وہ فیصلہ جس کا اجراء خلیفہ اور امام کے ہاتھوں سے ہونا چاہئے تھا خود ہی صادر کر دیا۔ اگر ہر شخص کو یہ اجازت ہو تو تم ہی بتاؤ پھر امن کہاں رہ سکتا ہے۔ ایسی صورت میں جماعت کے نظام کی مثال اس ٹین کی سی ہوگی جو کتے کی دُم سے باندھ دیا جاتا ہے اور جدھر جاتا ہے ساتھ ساتھ ٹین بھی حرکت کرتا جاتا ہے۔ امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت کے دوستوں نے باوجود بیعت کر لینے کے بیعت کے مفہوم کو نہیں سمجھا۔......... مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ فتنہ و فساد کی نیت سے کوئی بات چھیڑ دیتے ہیں اور ہماری جماعت کے دوست فوراً اس کے پیچھے بھاگ پڑتے ہیں اور وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ دشمن کی تو غرض ہی یہ تھی کہ کوئی فتنہ و فساد پیدا کرے اور انہیں زیر الزام لائے ...... تو بعض دفعہ دشمن اس قسم کی چالاکی بھی کرتا ہے۔ سمجھنے والے تو بچ جاتے ہیں لیکن جو اندھا دھند کام کرنے والے ہیں وہ پھنس جاتے ہیں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اسلام نے حکم دیا ہے کہ "اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُّقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِہٖ" کہ امام کو ہم نے تمہارے لئے ڈھال کے طور پر بنایا ہے اگر اس کے پیچھے ہو کر لڑو گے تو زخموں سے بچ جاؤ گے لیکن اگر آگے ہو کر حملہ کرو گے تو مارے جاؤ گے کیونکہ وہ خوب سمجھتا ہے کہ کیا حالات ہیں، کس وقت اعلان جنگ ہونا چاہئے اور کس وقت دشمن کے فریب سے بچنا چاہئے"۔

(خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۵/جون ۱۹۳۷ء)

مجلس شوریٰ کا قیام

جماعتی نظام کے لئے تیسرا اصل مجلس شوریٰ کا قیام ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جماعت مومنین کے متعلق واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ ﴿اَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ﴾ کہ ان کے تمام اہم معاملات باہمی مشورہ سے طے پاتے ہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ﴿وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ﴾ کا ارشاد فرمایا ہے۔ جب یہ ارشاد حضرت خاتم النبیین ﷺ کے لئے ہوا تو آپؐ کے خلفاء راشدینؓ کے لئے نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی میں بدرجہ اولیٰ ہے۔ لہذا جماعتی نظام کے لئے خلفاء کے لئے مجلس شوریٰ کا قیام اظہر من الشمس ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ کیا رسول یا خلفاء مجلس شوریٰ کے مشورہ کے پابند ہیں تو اس کے متعلق قرآنی ارشاد ﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ﴾ اور خود آنحضرت ﷺ کا عمل مشعل راہ ہے کہ وہ مشورہ پر عمل کرنے کے پابند نہیں ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تقریر کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے:

"مَیں پھر ایک دفعہ اس سوال کا جواب دیتا ہوں کہ اگر کوئی بات ماننی ہی نہیں تو مشورہ کا کیا فائدہ؟ یہ بہت چھوٹی سی بات ہے۔ ایک دماغ سوچتا ہے تو اس میں محدود باتیں آتی ہیں۔ اگر دو ہزار آدمی قرآن مجید کی آیات پر غور کر کے ایک مجلس میں معنی بیان کریں تو بعض غلط بھی ہونگے مگر اس میں بھی تو کوئی شبہ نہیں کہ اکثر درست بھی ہونگے۔ پس درست لے لئے جائیں گے اور غلط چھوڑ دیئے جائیں گے۔ اسی طرح ایسے مشوروں میں جو امور صحیح ہونگے وہ لے لئے جائیں گے۔ ایک آدمی اتنی تجاویز نہیں سوچ سکتا۔ ایک وقت میں بہت سے آدمی ایک امر پر سوچیں گے تو انشاء اللہ کوئی مفید راہ نکل آئے گی"۔

"پھر مشورہ سے یہ بھی غرض ہے کہ تمہاری دماغی طاقتیں ضائع نہ ہوں بلکہ قومی کاموں میں مل کر غور کرنے اور سوچنے اور کام کرنے کی تم میں قابلیت پیدا ہو۔ پھر ایک اور بات ہے کہ اس قسم کے مشوروں سے آئندہ لوگ خلافت کے لئے تیار ہوتے رہتے ہیں۔ اگر خلیفہ لوگوں سے مشورہ ہی نہ لے تو نتیجہ یہ نکلے کہ قوم میں کوئی دانا انسان ہی نہ رہے اور دوسرا خلیفہ احمق ہی ہو کیونکہ اسے کبھی کام کرنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔ ہماری پچھلی حکومتوں میں یہی نقص تھا۔ شاہی خاندان کے لوگوں کو مشورہ میں شامل نہ کیا جاتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ان کے دماغ مشکلات حل کرنے کے عادی نہ ہوتے تھے اور حکومت رفتہ رفتہ تباہ ہو جاتی تھی۔ پس مشورہ لینے سے یہ بھی غرض ہے کہ قابل دماغوں کی رفتہ رفتہ تربیت ہو سکے تاکہ ایک وقت وہ کام سنبھال سکیں۔ جب لوگوں سے مشورہ لیا جاتا ہے تو لوگوں کو سوچنے کا موقعہ ملتا ہے اور اس سے ان کی استعدادوں میں ترقی ہوتی ہے۔ ایسے مشوروں میں یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ ہر شخص کو اپنی رائے کے چھوڑنے میں آسانی ہوتی ہے اور طبیعتوں میں ضد اور ہٹ نہیں پیدا ہوتی"۔ (منصب خلافت صفحہ ۴۹)

اسی سلسلہ میں یعنی خلیفہ کے مقام اور مجلس شوریٰ کی پوزیشن کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اور اقتباس آپ کے خطبہ جمعہ سے پیش کرنا ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"مجلس شوریٰ ہو یا صدر انجمن احمدیہ، خلیفہ کا مقام بہر حال دونوں کی سرداری کا ہے۔ انتظامی لحاظ سے وہ صدر انجمن احمدیہ کے لئے بھی رہنما ہے اور آئین سازی و بجٹ کی تعیین کے لحاظ سے وہ مجلس شوریٰ کے نمائندوں کے لئے بھی صدر اور رہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔ جماعت کی فوج کے اگر دو حصے تسلیم کئے جائیں تو وہ اس کا بھی سردار ہے اور اس کا بھی کمانڈر ہے۔ اور دونوں کے نقائص کا وہ ذمہ دار ہے اور دونوں کی اصلاح اس کے ذمہ واجب ہے۔ اس لحاظ سے اس کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ جب کبھی وہ اپنے خیال میں کسی حصہ میں کوئی نقص دیکھے تو اس کی اصلاح کرے.........."۔

"اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ﴿وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ﴾۔ دین کے معنے مذہب کے بھی ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے بھی دیکھ لو تو خلفاء اربعہ کا ہی مذہب دنیا میں قائم ہوا ہے۔ بے شک بعض علیحدہ فرقے بھی ہیں مگر وہ بہت اقلیت میں ہیں۔ اکثریت اس دین پر قائم ہے جسے خلفاء اربعہ نے پھیلایا ہے مگر دین کے معنی سیاست اور حکومت کے بھی ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ جس سیاست اور پالیسی کو وہ چلائیں گے اللہ تعالیٰ اسے ہی دنیا میں قائم کرے گا۔ اور بوجہ اس کے کہ ان کو عصمتِ صغریٰ حاصل ہے خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہوگی۔ بیشک بولنے والے وہ ہونگے، زبانیں انہی کی حرکت کریں گی، ہاتھ انہی کے چلیں گے اور پیچھے دماغ انہی کا کام کرے گا مگر دراصل ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ ہوگا۔ کبھی ان سے جزئیات میں غلطیاں ہونگی، کبھی ان کے مشیر غلط مشورہ دیں گے، بعض دفعہ وہ اور ان کے مشیر دونوں غلطی کریں گے لیکن ان درمیانی روکوں سے گزر کر کامیابی انہیں ہی حاصل ہوگی۔ جب تمام کڑیاں مل کر زنجیر بنیں گی وہ صحیح ہوگی اور ایسی مضبوط کہ کوئی اسے توڑ نہ سکے گا۔ پس اس لحاظ سے خلیفۂ وقت کا یہ فرض ہے کہ جس حصہ میں بھی اسے غلطی نظر آئے اس کی اصلاح کرے۔ جہاں اس کا یہ فرض ہے کہ منتظمین اور کارکنوں کی پوزیشن قائم رکھے وہاں یہ بھی ہے کہ جماعت کی عظمت اور اس کے مشورہ کے احترام کو بھی قائم رکھے۔ اگر جماعت کسی وقت کارکنوں کے حقوق پر حملہ کرے تو اس کا کام ہے کہ اسے پیچھے ہٹائے اور اگر کبھی کارکن جماعت کے حقوق دبانا چاہیں تو خلیفۂ وقت کا فرض ہے کہ انہیں روک دے"۔

(خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۲۷/اپریل ۱۹۳۸ء)

مرکز کا وجود

جماعتی نظام کے لئے ایک اور ضروری اصل مرکز کا وجود ہے جہاں خلیفۂ وقت کا قیام ہوتا ہے۔ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں:

"اس مرکز کے وجود سے جماعت گویا ایک کھونٹے سے بندھی رہتی ہے اور انتشار کے خطرات سے محفوظ ہو جاتی ہے۔ اسی اصل کے ماتحت مکہ مکرمہ کا نام ام القریٰ رکھا گیا ہے یعنی وہ ایک ایسی بستی ہے جو دوسری بستیوں کے لئے بطور ماں کے ہے۔ اس نام میں یہ اصولی اشارہ کیا گیا ہے کہ مرکز کا وجود گویا ماں کی طرح ہوتا ہے جو بچوں کی خوراک اور اجتماع اور حفاظت کا ذریعہ ہے۔ اگر کسی جماعت کا کوئی مرکز نہ ہو تو وہ بھیڑ بکریوں کی طرح صرف ایک منتشر گلہ ہوتی ہے جسے جنگل کا کوئی درندہ ایک ہی حملہ میں بکھیر کر رکھ سکتا ہے۔ اور مرکز کے بغیر کسی جماعت کی تنظیم اور تربیت بھی ممکن نہیں ہوتی کیونکہ تنظیم اور تربیت کے لئے ایک ایسے مقام کا وجود ضروری ہوتا ہے جس کی طرف جماعت کے افراد بار بار لوٹ کر آئیں، اس کی برکات اور ہدایت سے فائدہ اٹھائیں۔ اسی لئے قرآن مجید میں مکہ مکرمہ کے ازلی ابدی مرکز کا دوسرا نام معاد رکھا ہے یعنی وہ بستی جس کی طرف مسلمان بار بار آتے ہیں اور اس سے روحانی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں قادیان کا نام بھی معاد رکھا گیا ہے کیونکہ جماعت کے لوگ اس کی طرف بار بار رجوع کر کے تربیت حاصل کرتے تھے اور انشاء اللہ آئندہ بھی کریں گے اور جب تک قادیان کی واپسی نہیں ہوتی ربوہ قادیان کا قائم مقام ہے کیونکہ وہ اس وقت خلافت احمدیہ کا جائے قیام ہے۔ پس جماعت کا فرض ہے کہ وہ ربوہ میں بار بار آ کر مرکز کی برکات سے فائدہ اٹھائیں اور خلافت کے فیوض سے متمتع ہوں اور پھر مرکز کا وجود جماعتی اجتماعوں اور قومی منشوروں اور باہمی تعارف پیدا کرنے کا بھی ایک بھاری ذریعہ ہے جس کے بغیر جماعت کی تربیت ممکن نہیں اور آج کل تو ہمارا مرکز مرکزی دفاتر کا بھی صدر مقام ہے جس کی شاخیں ساری دنیا پر پھیلی ہوئی ہیں اور کوئی فردِ جماعت مرکزی دفاتر سے کٹا ہوا نہیں رہ سکتا کیونکہ تمام روحانی اور تنظیمی اور دفتری امور میں اسے لازماً مرکز کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے"۔

(جماعتی تربیت کے اصول)

جماعتی امور کی اطلاعیں

جماعتی نظام کے لئے ایک ہدایت قرآن کریم کی سورۃ توبہ کی اس آیت سے مستنبط ہوتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ منافقوں کی ایک بدعملی کا ذکر فرماتا ہے ﴿ وَ مِنْھُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَیَقُوْلُوْنَ ھُوَ اُذُنٌ﴾ اور ان میں سے بعض ایسے منافق بھی ہیں جو نبی کو دُکھ دیتے اور کہتے ہیں تُو کان ہی کان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق اپنے رسول اکرمؐ کو فرماتا ہے ﴿قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ لَّکُمْ ﴾ تو کہہ دے وہ تمہارے لئے بھلائی سننے کا کان رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے انکار نہیں کیا کہ آپؐ "اُذُنٌ" یا کان نہیں ہیں بلکہ فرمایا کہ وہ "اُذُن" اور کان تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ نبی، خلیفہ اور امام وقت کے پاس جماعتی امور کے متعلق ہر قسم کی اطلاع ملتی رہنی چاہئے تاکہ وہ قابل اصلاح امور کی اصلاح کے متعلق مناسب ہدایات جاری فرما سکے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں انسان تفصیل سے بیان نہیں کر سکتا۔ رسول کریم ﷺ کی مجلس میں بھی بعض دفعہ لوگ آتے اور گھنٹوں آپ سے مخفی باتیں کرتے۔ قرآن کریم میں اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے "ھُوَ اُذُنٌ" کہ منافق کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کان ہی کان ہیں ہر وقت لوگ آتے اور انہیں رپورٹیں پہنچاتے رہتے ہیں۔ تو رسول کریم ﷺ کو بھی کئی مخفی باتوں

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبه جمعه

اللہ تعالیٰ کی ایک سو رحمتیں ھیں ان میں سے ایک رحمت کو اس نے تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کیا ھے

رحمت صرف بدبخت سے ہی چھینی جاتی ہے۔ ایسا شخص جو قطع رحمی کرتا ہے وہ بہت بدنصیب ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تمام صفات حسنہ پرغور کریں تو وہ رحمانیت اور رحیمیت سے پھوٹتی ھیں اور ربوبیت سے ترویج پاتی ھیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۳/اپریل ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۳/شہادت ۱۳۸۰ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿ قُلِ ادْعُوْا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوْاالرَّحْمٰنَ .اَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى. وَلَاتَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾۔(سورة بنی اسرائیل آیت ۱۱۱)

تو کہہ دے کہ خواہ اللہ کو پکارو خواہ رحمان کو، جس نام سے بھی تم پکارو سب اچھے نام اسی کے ہیں اور اپنی نماز نہ بہت اونچی آواز سے پڑھا کر اور نہ اسے بہت دھیما کر اور ان کے درمیان کی راہ اختیار کر۔

صفات باری تعالیٰ کا یہ مضمون مَیں نے شروع کیا ہوا ہے۔ اس سے پہلے ربوبیت کے متعلق مَیں نے عرض کیا تھا میرے لئے بہت مشکل ہے کہ ان دونوں نورانی دھاگوں کو کلیۃً الگ الگ کر سکوں۔ ایک کے بیان کے ساتھ دوسرا بھی شروع ہو جاتا ہے۔ دونوں ہی ایک ہی نور سے بُنے ہوئے دھاگے ہیں۔ آج پھر مَیں اب خالصتاً رحمانیت کا ذکر کرنے کی کوشش کروں گا مگر اس میں قدرتی بات ہے کہ ربوبیت بھی خود بخود آتی چلی جاتی ہے۔ سب سے پہلے تو مَیں ایک حدیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے سے قبل ہی اپنے اوپر خود اپنے ہاتھ سے یہ فرض کر دیا تھا کہ "میری رحمت، میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے"۔(سنن ابن ماجه، کتاب المقدمة) ۔پس اس میں ہر گنہگار کے لئے جو قصداً گناہ نہیں کرتا بہت بڑی خوشخبری ہے اور جو قصداً گناہ کر لیتے ہیں اور اس کے بعد ان کو توبہ کی توفیق ملتی ہے ان کے لئے بھی بہت بڑی خوشخبری ہے کہ گناہ اگرچہ خدا کے غضب کا مطالبہ کرتے ہیں مگر اس کی حد سے زیادہ رحمانیت ان گناہوں پر بھی غالب آجاتی ہے۔

ایک حدیث حضرت ابوہریرہؓ ہی سے مروی ہے جو سنن ابن ماجہ کتاب الزّھد سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ عرض کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی ایک سو رحمتیں ہیں۔ ان میں سے ایک رحمت کو اس نے تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کیا ہے"۔ یعنی انسان کے اندر جتنی بھی رحمت کا جذبہ پایا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی سو رحمتوں میں سے ایک رحمت کی تقسیم کے نتیجہ میں ہے۔ "اسی کے ذریعہ سے وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور اسی کے ذریعہ باہم ہمدردی سے کام لیتے ہیں۔ اور اسی کے ذریعہ درندے اپنے بچوں سے مہربانی کا سلوک کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتوں کو مؤخر کر رکھا ہے۔ ان کے ذریعہ قیامت کے دن وہ اپنے بندوں پر رحم کرے گا"۔(سنن ابن ماجه. کتاب الزهد)۔ پس اس کی رحمت کا ایک حصہ ہے جس سے بنی نوع انسان نے استفادہ کیا ہے۔ باقی سب اس کے ان بندوں کے لئے ہیں جن کو مرنے کے بعد بھی اللہ کی رحمت نصیب ہونے والی ہے۔

ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ۔ حضرت ابو سلمة بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ ہم بھی آپؐ کے ساتھ ہو گئے۔ نماز کے دوران ایک اعرابی نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھ پر رحم فرما اور محمدؐ پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اَور پر رحم نہ فرمانا۔ جب آنحضرت ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو اُس اعرابی سے فرمایا: "تم نے اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو محدود کرنے کی کوشش کی ہے"۔(ابوداؤد، کتاب الصلاة)۔ پس نماز میں تو باقی صحابہ ناراض بھی ہونگے اس سے لیکن آنحضرت ﷺ کا ناراضگی کا انداز بھی بہت ہی پیارا تھا۔ اس کو پیار اور محبت سے سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو وسیع ہی رکھو، اس کو کم کرنے کی کوشش نہ کرو۔

سنن نسائی کتاب الجنائز میں حضرت خارجہ بن زید بن ثابت، اپنے چچا یزید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ایک روز آنحضرت ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ حضورؐ نے ایک تازہ بنی ہوئی قبر دیکھی۔ آپؐ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ فلاں عورت کی قبر ہے جو بنی فُلاں کی خادمہ تھی۔ حضورؐ اس (وفات یافتہ عورت) کو پہچان گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ آج دوپہر کو فوت ہو گئی تھی جبکہ آپؐ قیلولہ فرما رہے تھے اس لئے ہم نے آپ کو جگانا پسند نہ کیا۔ تب حضورؐ نماز جنازہ کے لئے کھڑے ہوئے، لوگوں نے بھی حضورؐ کے پیچھے صفیں بنالیں۔ حضورؐ نے جنازہ پڑھتے ہوئے چار تکبیریں کہیں۔ پھر فرمایا: جب بھی تم میں سے کوئی فوت ہو اور مَیں تم میں موجود ہوں تو ضرور مجھے اس بات کی اطلاع دو کیونکہ میری دعا اس کے لئے رحمت ہے۔(سنن نسائی. کتاب الجنائز)۔ اب اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو رحمت کا سوواں حصہ سب انسانوں میں تقسیم ہوا اس میں سے سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حصہ پایا۔

ایک حدیث ہے مسلم کتاب الفضائل۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، مَیں نے آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر اہل و عیال پر رحم کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔

ایک اور حدیث ہے بخاری کتاب الادب سے یہ لی گئی ہے، باب رحمۃ الولد و تقبیلہ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کے سامنے کچھ قیدی آئے۔ ان میں ایک عورت تھی اس کے سینہ سے دودھ نکل رہا تھا (جس طرح بچہ دودھ نہ پیئے تو دودھ پستانوں میں بھر جاتا ہے) چونکہ وہ بچہ اس کا مر چکا تھا اس لئے وہ دودھ خود بخود پھوٹ رہا تھا اور وہ دوسرے کسی کے بچہ کو دیکھتی تو اس کو دودھ پلانے لگ جاتی تھی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی؟۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا: جب تک اس کے لئے ممکن ہوا، یہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں جانے دے گی۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرتا ہے جتنا یہ عورت اپنے بچے پر کر سکتی ہے۔(بخاری، کتاب الادب)

ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترمذی کتاب البرّ والصلۃ میں درج ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ مَیں نے ابوالقاسم یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رحمت صرف بدبخت سے ہی چھینی جاتی ہے۔ (ترمذی کتاب البرّ والصلة باب ما جاء فی النصيحة)۔ کہ جو بدنصیب اور سخت دل ہے، شقی القلب ہے اس سے رحمت چھین لی جاتی ہے اور پھر وہ کسی پر بھی رحم نہیں کر سکتا، نہ اس پر قیامت کے دن رحم کیا جائے گا۔

ایک حدیث مسلم کتاب البر والصلۃ والادب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ سے عرض کیا گیا کہ مشرکوں کے خلاف بددعا کریں۔ آپ نے فرمایا مَیں لعنت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ مَیں رحمت کے طور پر مبعوث کیا گیا ہوں۔ اس لئے اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ مشرک جب تک زندہ ہے اس کے لئے دعا ہرگز حرام نہیں ہے بلکہ کثرت سے اس کے لئے دعا کرنی چاہئے جس میں سب سے بڑی دعا یہی ہے کہ اللہ اس کو سچے ایمان

اور توحید کی توفیق عطا فرمائے۔ ہاں جب مشرکانہ حالت میں مر جائے تو اس وقت بھی اگر یہ پتہ چلے کہ وہ مشرک خدا کا دشمن اور رسول کا دشمن تھا تو پھر کسی قیمت پر اس کے لئے دعا جائز نہیں۔ اور وہ مشرک جو لاعلمی میں مر جاتے ہیں ان کے متعلق قطعیت سے نہیں کہا جا سکتا کہ کسی قسم کی دعا کی جا سکتی ہے یا نہیں مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رحمت پر نظر رکھتے ہوئے یہ گمان غالب ہے کہ ایسے مشرکین جو لاعلمی میں مرتے ہیں ان کے لئے دعا جائز ہو گی۔ پس کثرت سے دنیا میں آج بھی مشرک موجود ہیں جن کو کچھ پتہ نہیں کہ وہ کیوں مشرک ہیں۔ وہ آنکھیں بند کر کے ایک تقلید کر رہے ہیں۔ ہرگز بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو کام بھی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کے بغیر شروع کیا جائے وہ ناقص اور برکت سے خالی ہوتا ہے۔

(الجامع الصغیر للسیوطی حرف کاف)

مجھے ایک دفعہ اس کا دلچسپ تجربہ یہاں انگلستان میں بھی ہوا۔ یہاں بعض عیسائیوں نے لوگوں کو عیسائی بنانے کی خاطر مفت اپنے خوبصورت علاقے میں ایک ایک ہفتہ کی دعوت دے رکھی تھی۔ تو مجھے بھی شوق تھا خوبصورت علاقوں کی سیر کا۔ کارنوال کے علاقہ میں، مَیں بھی گیا اور اس بیچاری کی دعوت اس کے اوپر اُلٹی پڑ گئی کیونکہ بجائے اس کے کہ وہ مجھے نعوذ باللہ من ذالک مشرک بناتی اس کے داماد نے میرے سامنے اقرار کر لیا کہ مَیں خدا کی توحید کا قائل ہوں اور رسول اللہ ﷺ کو سچا تسلیم کرتا ہوں۔ وہ واقعہ یہاں سے شروع ہوا کہ جب ہم کھانا کھانے لگے تو کچھ دیر کے لئے اس نے سر نیچے جھکایا اور Grace پڑھنا کہتے ہیں، گریس (Grace) پڑھی، اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی۔ مجھے کہنے لگی کہ آپ بے شک کھائیں گریس تو عیسائیوں کے لئے ہے۔ مَیں نے کہا صرف کھانے کے لئے ہی گریس ہے۔ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر عمل جو بغیر بسم اللہ کے کیا جائے وہ بے برکت ہو گا۔ تو ہمارا رسول تو اس معاملہ میں بڑا شاندار ہے اور ہر حصہ پر اس کی رحمت وسیع ہے۔ پس اس پہلو سے وہ جو اس کا داماد تھا اس پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے مجھے ایک موقع پر باہر لے جا کر کہا کہ مَیں آپ کے سامنے (توحید کا) اقرار کرتا ہوں، اللہ اس کو جنت نصیب کرے اگر وہ مر چکا ہے تو۔

ایک روایت دار قطنی باب الصید والذبائح سے ہے۔ حضرت ابو ثعلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں تم انہیں ضائع نہ کرنا۔ اس نے کچھ حدیں مقرر کی ہیں تم اُن سے آگے نہ بڑھنا اور نہ ان کو پامال کرنا۔ اس نے کچھ چیزیں حرام کی ہیں تم ان کا ارتکاب نہ کرنا، کچھ باتوں کا ذکر اس نے چھوڑ دیا ہے صرف تم پر رحم کرتے ہوئے، نہ وہ بھولا ہے نہ اس نے غلطی کھائی ہے اور اس کے متعلق کرید اور جستجو نہ کرو۔

تو "اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ"۔ حلال اور حرام دونوں خدا تعالیٰ نے خوب بیّن کر کے کھول دئے ہیں۔ ایک دوسرے سے جدا کر دئے ہیں۔ ان کے درمیان میں مشتبہات ہیں اور اس میں انسان اپنے نفس سے فتویٰ لیتا ہے۔ جو نیک لوگ ہیں وہ تو حلال ہی کی طرف جھکتے ہیں اور بعض کمزور اپنے نفس کے لحاظ سے بد کی طرف بھی جھک جاتے ہیں۔ مگر ان کی تفصیل خدا نے اس لئے بیان نہیں فرمائی کہ بعض لوگ کمزوری کی وجہ سے اگر جھکتے ہیں تو ان کو معاف بھی فرمادے۔

بخاری کتاب تفسیر القرآن میں ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا۔ جب وہ ان کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو رِحم کھڑی ہوئی اور رحمٰن کی کمر پکڑ لی"۔ اب یہ یاد رکھیں کہ کوئی ایسی چیز نہیں جو ظاہری طور پر رِحم کھڑی ہوئی اور رحمٰن کی کمر پکڑ لی، یہ صفاتی بیان ہے اور اس کو ظاہر پر ہرگز نہ محمول کریں ورنہ ان احادیث کی کچھ سمجھ نہیں آسکے گی۔ تو یہ ایک نظارہ ہے صفاتی جس سے رحیمیت، رحمانیت اور صلہ رحمی وغیرہ کے معاملات سمجھ آجاتے ہیں۔ "رحم کھڑی ہوئی اور رحمٰن کی کمر پکڑ لی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہے؟۔ کہنے لگی یہ جگہ قطع رحمی سے تیری پناہ چاہنے والوں کی ہے۔ فرمایا تُو اس بات پر راضی نہیں کہ جو تجھ کو ملائے مَیں اسے ملاؤں گا اور جو تجھ کو کاٹے گا مَیں اس کو کاٹ دوں گا۔ اس نے کہا: "کیوں نہیں اے میرے ربّ۔ فرمایا تیرے ساتھ میرا یہ وعدہ ہے"۔

مراد یہ ہے کہ قطع رحمی کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ فرض کر لیا ہے کہ جو بھی قطع رحمی کرتا ہے یعنی رشتوں کے حقوق ادا نہیں کرتا وہ میری رحمانیت سے کاٹا جائے گا اور لازماً اس پر پھر رحم نہیں کیا جائے گا۔ اور جو صلہ رحمی کرتا ہے، اپنے رشتہ داروں کے حقوق پھر ان کے رشتہ داروں کے حقوق یعنی ماں کی طرف سے جو بھی رشتے بنتے ہیں ان سب کے حقوق ادا کرتا چلا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے اپنا رحم کا تعلق جوڑ لیتا ہے۔ اور ایسا شخص بہت ہی خوش نصیب ہے۔ مگر بدقسمتی سے آج جماعت میں بہت سے بدنصیب بھی ہیں اور بلاناغہ روزانہ مجھے شکایتیں ملتی ہیں۔ ان میں سے ایسی بہنوں کی شکایتیں ہیں جو خود اپنے بھائیوں سے شاکی ہیں کہ انہوں نے ہمارا حق چھین لیا ہے اور ہمارے اموال پر نظر ہے۔ اور اپنی برادریوں کے قصے لئے بیٹھے ہیں، اپنی جھوٹی غیرت اور انا کا قصہ لے بیٹھے ہیں۔ وہ زمیندار ہیں سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے بہن کو زمین دے دی تو یہ زمین غیروں میں چلی جائے گی اس لئے صرف ہمارا حق ہے۔ اب یہ انتہائی احمقانہ زمینداروں کی سوچ ہے جو عملاً اس وقت پاکستان میں، خصوصاً پنجاب میں بہت رائج ہے اور اس کی وجہ سے بہت سے جھگڑے پیدا ہو رہے ہیں اور لوگ سمجھتے نہیں کہ کتنا بڑا گناہ کرتے ہیں وہ، دنیا کی جائیداد کی خاطر آخرت کی جائیداد سے کلیۃً محروم ہو جاتے ہیں۔ جبکہ دنیا میں جو رحمت ہے وہ تو ایک حصہ ہے صرف اور ساری رحمت تو آخرت میں ملنی ہے اور دنیا کی ایک حصہ رحمت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ نہ دنیا کے رہے نہ دین کے رہے۔

اب میں امام راغب کی تفسیر سے جو حضرت امام راغبؒ نے بڑی دانائی اور بڑی گہری حکمت کے ساتھ قرآن کریم کے مشکل الفاظ کی تفسیر لکھی ہے اس میں رحمٰن اور رحیم کے تابع آپ بیان کرتے ہیں کہ رحمت ایسی نرمی کو کہتے ہیں جو رحم کئے جانے والے پر احسان کا مقتضی ہے۔ کبھی یہ لفظ صرف رحمت کے لئے اور کبھی مجرّد احسان کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ عام رحمت کے لئے جب یہ لفظ استعمال ہو تو اس میں سب بنی نوع انسان شامل ہیں لیکن جب خالصۃً احسان کے معنوں میں استعمال ہو تو محض اللہ تعالیٰ ہی ہے جو بطور احسان کے رحمٰن ہے۔ ابھی کوئی مانگنے والا پیدا بھی نہیں ہوا تھا کہ اس کو بھی پیدا کیا اس کی ساری ضرورتوں کو پیدا کر دیا۔

کہتے ہیں جیسے فرمایا: "رَحِمَ اللّٰہُ فُلَانًا" یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر استعمال ہو تو اس سے مراد صرف احسان ہی ہوتا ہے نرم دلی نہیں۔ انہی معنوں پر اطلاق پانے والی ایک روایت میں ہے "اِنَّ الرَّحْمَۃَ مِنَ اللّٰہِ اِنْعَامٌ وَاَفْضَالٌ وَمِنَ الْاٰدَمِیِّیْنَ رِقَّۃٌ وَّتَعَطُّفٌ"۔ رحمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات اور افضال ہیں اور انسان کی طرف سے رحمت اور شفقت ہے۔ پھر حضرت امام راغبؒ لکھتے ہیں کہ انہی معنوں میں نبی اکرم ﷺ کا اپنے ربّ کے ذکر پر مشتمل پر یہ قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رحم کو پیدا کیا تو اسے مخاطب فرمایا مَیں رحمٰن ہوں اور تُو رِحم ہے، مَیں نے تیرا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ جو صلہ رحمی کرے گا مَیں اس سے اپنا تعلق جوڑوں گا اور جو تیرے ساتھ تعلق کو توڑے گا مَیں اس کی بیخ کنی کر دوں گا۔ بیخ کنی کا لفظ بہت ہی، ایک انتہائی سنگین تنبیہ ہے۔ بیخ کنی کا مطلب ہے اس کو جڑ سے اکھیڑ پھینکوں گا۔ تو اگر کوئی شخص ان چھوٹی چھوٹی دنیاوی لالچوں میں پسند کرتا ہے کہ وہ جڑ سے اکھیڑا جائے تو پھر بہت ہی بڑی سزا ہے۔ جڑ سے اکھیڑنے سے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مثال دی ہے کہ ایک ایسا پودا جو جڑ سے اکھیڑا جائے ہوائیں اس کو ادھر ادھر لئے پھرتی ہیں۔ وہ نہ زمین کا پانی چوس سکتا ہے نہ غذا حاصل کر سکتا ہے یعنی جس دنیا کی خاطر وہ خدا سے الگ ہوا وہ دنیا بھی اس کی نہیں رہتی اور پھر وہ کہیں کا بھی نہیں رہتا۔ ہوائیں اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر اس کو بھگائے پھرتی ہیں۔ پس یہ بہت ہی بڑی تنبیہ ہے اس کو جماعت احمدیہ خاص طور پر جو سچے دل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنا تعلق رکھنا چاہتے ہیں وہ اس نصیحت کو خوب اچھی طرح پلّے باندھ لیں اور کبھی جماعت میں کوئی صلہ رحمی کو کاٹنے والا نہ پیدا ہو۔

پھر امام راغب فرماتے ہیں کہ لفظ رحمٰن کا اطلاق صرف اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے کیونکہ معنوں کے لحاظ سے اس کا اطلاق صرف اللہ تعالیٰ پر ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اس کی ذات کے سوا یہ معنے کسی اور پر صادق ہی نہیں آتے۔ کیونکہ وہی ایک ذات ہے جس کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے اور رحیم غیر اللہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور یہ لفظ اس کے لئے بولا جاتا ہے جس کی رحمت بہت زیادہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾۔ پھر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی صفات بیان کرتے ہوئے انہیں بھی رحیم قرار دیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے ﴿لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ کہ تمہارے لئے وہ رسول آگیا جو بظاہر تم ہی میں سے ہے۔ ﴿مِّنْ اَنْفُسِکُمْ﴾ یعنی بظاہر تمہی انسانوں میں سے ہے مگر اس کا مرتبہ یہ ہے کہ ﴿عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ﴾ کہ تمہیں جو بھی تکلیف پہنچتی ہے اس کو بہت اس کا دکھ پہنچتا ہے۔ ﴿حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ﴾ وہ ہر خیر اور بھلائی کے لئے تمہارے لئے حریص ہے۔ اب حریص کا لفظ عام طور پر برے معنوں میں استعمال ہوتا ہے یہاں خوبی کے معنوں میں ہے کہ ہر اچھی چیز کے لئے تمہارے لئے حرص رکھتا ہے۔

﴿بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ مومنوں پر بہت ہی مہربان اور بہت رحیم ہے۔ اب دیکھیں یہاں بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحْمٰنٌ رَّحِیْمٌ نہیں فرمایا۔ پس رحمٰن کی صفت اللہ کے لئے خاص ہے لیکن رحیم

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مختلف معنوں میں انسان پر بھی بولا جاتا ہے اور آنحضرت ﷺ تو مجسم رءوف اور رحیم تھے۔ امام راغب لکھتے ہیں مفردات میں "اور یہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا احسان عمومی طور پر مومن اور کافر دونوں پر نازل ہوتا ہے اور آخرت میں صرف مومنوں کے لئے خاص ہوگا۔ انہی معنوں میں تنبیہاً فرمایا ﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ﴾ کہ میری رحمت بہت وسیع ہے، ہر چیز پر وسیع ہے لیکن خاص طور پر میں اپنی رحمت کو اپنے اوپر خود فرض کر لیتا ہوں ان لوگوں کے لئے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

"پس لازم ہوا کہ انسان کامل یعنی محمد ﷺ ان دونوں صفات کا مظہر ہو"۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے لفظ 'ہو' استعمال کیا ہے 'ہوں' نہیں اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاص انداز تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بہت زیادہ تعریف مقصود ہو تو پھر آپ کو بھی جس طرح اللہ تعالیٰ کو تو کہہ کر پکارا جاتا ہے اسی طرح آپ کے لئے بھی واحد کا صیغہ استعمال کیا کرتے تھے۔

فرماتے ہیں: "اسی لئے ربّ کونین کی طرف سے"۔ "ربّ کونین" مراد ہے دونوں جہانوں کا ربّ، یہ کون ہے اور ایک دوسری کون ہے یعنی یہ جہان اور دوسرا جہان۔ "آپ کا نام محمد اور احمد رکھا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں فرمایا لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ"۔ یہ وہی آیت ہے جس پہ امام راغب کی رائے میں نے آپ کے سامنے رکھی تھی۔ "اللہ تعالیٰ نے لفظ عَزِيزٌ اور حَرِيصٌ میں یہ اشارہ فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ اللہ کے فضلِ عظیم سے صفتِ رحمٰن کے مظہر ہیں کیونکہ آپ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ہیں تمام عالموں کے لئے، نوعِ انسانی اور حیوانات کے لئے، اہلِ کفر اور اہلِ ایمان کے لئے اور پھر فرمایا بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ کہ خاص طور پر مومنوں کے لئے رَؤُفٌ اور رَحِيمٌ ہیں۔ اب کسی صاحبِ فہم پر مخفی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو رحمٰن اور رحیم قرار دیا ہے۔"

(اعجاز المسیح۔ روحانی خزائن۔ جلد ۱۸۔ صفحہ ۱۱۷،۱۱۸)

اب یہاں لفظ رحمٰن لکھا ہوا ہے اس لئے میں نے وہی پڑھا ہے مگر حقیقت میں جو آیت میں لفظ ہے وہ رحیم قرار دیا گیا ہے رحمٰن نہیں مگر صفت رحمانیت کے مظہر بہرحال آنحضرت ﷺ تھے۔

ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس ہے جس میں لفظ رحمٰن کی تشریح ایام الصلح میں فرمائی گئی ہے۔ فرماتے ہیں:

"دوسری خوبی خدا تعالیٰ کی جو دوسرے درجہ کا احسان ہے جس کو فیضان عام سے موسوم کرتے ہیں، رحمانیت ہے جس کو سورۃ فاتحہ میں ﴿الرَّحْمٰن﴾ کے فقرہ میں بیان کیا گیا ہے اور قرآن شریف کی اصطلاح کی رو سے خدا تعالیٰ کا نام رحمٰن اس وجہ سے ہے کہ اس نے ہر ایک جاندار کو جن میں انسان بھی داخل ہے اس کے مناسب حال صورت اور سیرت بخشی۔ یعنی جس طرز کی زندگی اس کے لئے ارادہ کی گئی اس زندگی کے مناسب حال جن قوتوں اور طاقتوں کی ضرورت تھی یا جس قسم کی بناوٹ جسم اور اعضاء کی حاجت تھی وہ سب اس کو عطا کئے"۔

اب دنیا میں ہر جانور کو اپنی ضرورتوں اور اپنی عادتوں کے مطابق اور جس قسم کی غذا اس کے لئے ضروری ہے اور جن جنگلوں میں وہ رہنے کا عادی ہے عین اس کے مطابق اس کو شکل صورت دی گئی ہے۔ حیوانات کو پنجے دئے گئے ہیں وہ رفتار دی گئی ہے جس سے وہ دوسرے جانوروں کا شکار کر سکیں اور دوسرے جانوروں کو بھاگ کر ان حیوانوں سے نجات پانے کی توفیق عطا فرمائی گئی ہے اور اس طرح بنی نوع انسان میں "Survival of the fittest" جو ڈارون کا قول ہے کہ جو بہترین ہو وہ سب سے زیادہ قوی ہو وہی زندہ رہتا ہے۔ اس کا اظہار اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو رہا ہے۔ اب جو تیز رفتار جانور ہیں وہ بھیڑیوں اور شیروں وغیرہ سے بچ نکلتے ہیں اور جو نسبتاً کمزور ہوں یا بوڑھے ہوں یا بیمار ہوں وہ پکڑے جاتے ہیں تو اگلی نسل کے لئے بہتر جانور رکھے جاتے ہیں اس طرح رفتہ رفتہ اعضاء کی ترقی ہوتی چلی جاتی ہے اور لمبے عرصہ میں، کروڑوں سال کے عرصہ میں وہ جانور ایک اپنے اچھے خلق کو اپنی اولاد میں ودیعت کر دیتے ہیں اس سے آگے پھر اسی طرح Survival of the fittest کا نظام جاری ہے اور اس طرح جانور پہلی حالت سے اوپر کی حالت کی طرف ترقی کر سکتے ہیں۔

اب یہ رحمانیت کا بیان ہے لیکن ربوبیت سے بھی اس کا ایک تعلق ہے۔ ناممکن ہے کہ ربوبیت اور رحمانیت کو یہاں الگ الگ کیا جا سکے کیونکہ ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف لے جانے کو ربوبیت کہتے ہیں۔ تو رحمانیت ربوبیت کو بخشتی ہے اور ربوبیت پھر ایک رحمانیت پیدا کیا کرتی ہے۔ "بقا کے لئے جن جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ اس کے لئے مہیا کیں۔ پرندوں کے لئے پرندوں کے مناسب حال اور چرندوں کے لئے چرندوں کے مناسب حال اور انسان کے لئے انسان کے مناسب حال طاقتیں عنایت کیں اور صرف یہی نہیں بلکہ ان چیزوں کے وجود سے ہزارہا برس پہلے بوجہ اپنی صفت رحمانیت کے"۔

اب دیکھ لیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں کہ رحمانیت ایک پہلو سے سب سے پہلے ہے یعنی ربوبیت سے بھی پہلے ہے۔ ابھی چیز پیدا بھی نہیں ہوئی اور مانگنے والا کوئی بھی نہیں تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف وہ چیز پیدا کی اور اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ اس نے جس طرح زندگی بسر کرنی تھی اس کے مطابق اس کو اعضاء عطا فرمائے۔

فرماتے ہیں: "اور صرف یہی نہیں بلکہ ان چیزوں کے وجود سے ہزارہا برس پہلے"۔ بلکہ یہ بھی کہا جائے کہ لکھوکھہا، کروڑہا برس پہلے تو یہ بھی مبالغہ نہیں ہوگا۔ "بوجہ اپنی صفت رحمانیت کے اجرام سماوی وارضی کو پیدا کیا"۔ تو اجرام سماوی تو کروڑوں سال پہلے، اربوں سال پہلے پیدا کئے گئے ہیں اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عام محاورہ میں ہزارہا برس فرمایا ہے مگر مراد آپ کی یہی ہے کہ کروڑوں اور اربوں سال پہلے۔ "پس اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت میں کسی کے عمل کا دخل نہیں بلکہ وہ رحمتِ محض ہے جس کی بنیاد ان چیزوں کے وجود سے پہلے ڈالی گئی۔ ہاں انسان کو خدا تعالیٰ کی رحمانیت سے سب سے زیادہ حصہ ہے کیونکہ ہر ایک چیز اس کی کامیابی کے لئے قربان ہو رہی ہے"۔ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۸،۲۴۹)

اگر غور کریں تو جتنے بھی ہر قسم کے جاندار ہیں خواہ آپ ان کو موذی جانور سمجھیں یا غیر موذی سمجھیں وہ سارے کے سارے انسان کی بہبود کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ یہ ایکو (Eco) سسٹم کہلاتا ہے سائنس میں۔ یعنی موذی جانور اور غیر موذی جانور یہ ایک دوسرے کی تعداد معین کرتے رہتے ہیں جتنی ہونی چاہئے اور وہی انسان کے لئے رحمت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انسان پر رحم کر کے اسے بقا نہ دینی ہوتی تو اس کے نتیجہ میں تمام حیوانات کو تباہ کر دیتا۔ یعنی جو جاندار مختلف نوع کے ملتے ہیں وہ سارے انسان کی بہبود کے لئے اور اس کی خاطر بالآخر قربان ہونے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ لیکن ایک چیز میں انسان ہر دوسرے جانور سے زیادہ حصہ پا لیتا ہے وہ ہے روحانی طور پر تربیت۔ پس رحمانیت کے تعلق کے نیچے یہ روحانی تربیت بھی آ جاتی ہے۔ سورۃ فاتحہ میں جب دوبارہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ تو یہاں خصوصیت سے روحانی تربیت کے لحاظ سے رحمان ہونا مراد ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں دوسری جگہ فرماتا ہے ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ. عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ کہ اللہ تعالیٰ رحمان ہے ﴿عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾ کہ اس کو قرآن سکھایا۔ جس نے انسان کو پیدا کیا اور قرآن کو پیدا نہیں کیا۔ ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ. عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ اور اس کو بیان عطا کیا۔ تو یہ بحث چلتی ہے کہ قرآن تخلیق ہے کہ نہیں۔ یہ انہی آیات میں طے ہو جاتی ہے۔ قرآن تخلیق نہیں ہے، قرآن ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کی صفات حسنہ پر مشتمل صفات کا بیان کرنے والا ہے اس لئے وہ خلق نہیں ہوا ورنہ خدا کی کوئی نہ کوئی صفت خلق ہو جاتی ہے اس لئے تمام صفات الٰہی دائمی ہیں اور ازلی ہیں اور ابدی بھی ہیں جو ہمیشہ رہیں گی۔ پس ﴿اَلرَّحْمٰنُ. عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ. عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ کہ انسان جو ہے وہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت کا مظہر ہے۔ رحمانیت نے اس کو پیدا کیا اور بیان اس کو سکھایا یعنی زبان سکھائی اور قرآن سکھایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: رحمٰن کے بندے کون لوگ ہیں۔ سچے بندے رحمٰن کے کون ہوتے ہیں "جو زمین پر بردباری سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے سخت کلامی سے پیش آئیں تو سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے ان کا معاوضہ کرتے ہیں یعنی بجائے سختی کے نرمی اور بجائے گالی کے دعا دیتے ہیں"۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی بات کو ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

یہ جب مجھے گالیاں دیتے ہیں تو اس کے جواب میں ان کو دعائیں دیتا ہوں کیونکہ رحمانیت جوش کر رہی ہے میرے اندر اور غیظ دھیما ہوا ہے اس کے مقابل پر۔

فرماتے ہیں: "بجائے سختی کے نرمی اور بجائے گالی کے دعا دیتے ہیں اور تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہیں کیونکہ رحمٰن بھی بغیر تفریق نیک و بد کے اپنے سب بندوں کو سورج اور چاند اور زمین اور دوسری بے شمار نعمتوں سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس ان آیات میں خدائے تعالیٰ نے اچھی طرح کھول دیا کہ رحمان کا لفظ ان معنوں کر کے خدا پر بولا جاتا ہے"۔ 'ان معنوں کر کے' کا محاورہ ہے پرانے زمانے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

کا۔ آج کل کی اردو میں تو شاید استعمال نہ ہو مگر 'ان معنوں میں 'کو 'ان معنوں کر کے 'کہا جایا کرتا تھا۔ فرماتے ہیں: "تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہیں کیونکہ رحمٰن بھی بغیر تفریق نیک و بد کے اپنے سب بندوں کو سورج اور چاند اور زمین اور دوسری بے شمار نعمتوں سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس ان آیات میں خدائے تعالیٰ نے اچھی طرح کھول دیا ہے کہ رحمان کا لفظ ان معنوں کر کے خدا پر بولا جاتا ہے"۔ یعنی ان معنوں میں خدا پر بولا جاتا ہے۔ "کہ اس کی رحمت وسیع عام طور پر ہر ایک برے بھلے پر محیط ہو رہی ہے جیسا ایک جگہ اور بھی اسی رحمت عام کی طرف اشارہ فرمایا ہے ﴿عَذَابِی اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِی وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ﴾ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۹) یعنی مَیں اپنا عذاب جس کو لائق اس کے دیکھتا ہوں پہنچاتا ہوں اور میری رحمت نے ہر یک چیز کو گھیر رکھا ہے۔ اور پھر ایک اور موقع پر فرمایا ﴿قُلْ مَنْ یَّکْلَؤُکُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ﴾ (الانبیاء رکوع ۳) یعنی ان کافروں اور نافرمانوں کو کہہ کہ اگر خدا میں صفت رحمانیت کی نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ تم اس کے عذاب سے محفوظ رہ سکتے"۔

پس ہر انسان اپنی وجہِ تخلیق کو پورا نہیں کر رہا۔ نیک صفت انسان بھی بہت سی چیزوں میں اپنی وجہِ تخلیق کی جو انتہاء ہے اس کو پورا نہیں کرتا۔ کوئی یہاں ٹھوکر کھا جاتا ہے، کوئی وہاں ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ زندگی ساری ٹھوکروں سے بھری ہوئی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ رحمٰن ہی خدا ہے جو رات کو بھی اور دن کو بھی تمہیں رحم کے ذریعہ زندہ رکھتا ہے اور تمہاری ضروریات کا کفیل ہوتا ہے۔ "یعنی اس کی رحمانیت کا اثر ہے کہ وہ کافروں اور بے ایمانوں کو مہلت دیتا ہے اور جلد تر نہیں پکڑتا اور پھر ایک اور جگہ اسی رحمانیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے ﴿اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَھُمْ صٰفّٰتٍ﴾"۔ کہ کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ پرندوں کو جو ان کے اوپر فضا میں اڑتے پھرتے ہیں ﴿صٰفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ﴾ وہ کبھی اپنے پر پھیلا دیتے ہیں اور ہوا کی لہروں پر اڑتے ہیں کبھی ان کو سکیڑ لیتے ہیں اور نیچے کی طرف Dive کرتے ہیں۔ تو یہ سارے نظارے ہیں ان پر غور کرو۔ تو ﴿مَا یُمْسِکُھُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ﴾ اور ان کو کوئی نہیں ہے جو جوّ میں اسی طرح سمیٹے رکھے اور اٹھائے رکھے سوائے رحمان خدا کے۔

اس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یہ ہے: "کیا انہوں نے اپنے سروں پر پرندوں کو اڑتے ہوئے نہیں دیکھا کہ کبھی وہ بازو کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں۔ رحمٰن ہی ہے کہ ان کو گرنے سے تھام رکھتا ہے یعنی فیضانِ رحمانیت ایسا تمام ذی روحوں پر محیط ہو رہا ہے کہ پرندے بھی جو ایک پیسہ کے دو تین مل سکتے تھے وہ بھی اس کے فیضان کے وسیع دریا میں خوشی اور سرور سے تیر رہے ہیں"۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے اس زمانہ کے پیسہ کی قیمت بھی پتہ لگ جاتی ہے اس زمانہ میں پیسہ کے تین پرندے مل جایا کرتے تھے، آج تو تین روپے کا ایک پرندہ بھی نہیں ملتا۔ تو جو اقتصادی حالات بدل رہے ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات پر غور کریں تو آپ کو سمجھ آجائے گی کہ اس زمانہ میں اقتصادیات کیسی تھیں اور آج کل کیسی ہیں۔

"اور چونکہ ربوبیت کے بعد اسی فیضان کا مرتبہ ہے اس جہت سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں رَبِّ الْعَالَمِیْن کی صفت بیان فرما کر پھر اس کے رحمٰن ہونے کی صفت بیان فرمائی تا ترتیب طبعی ان کی ملحوظ رہے"۔ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۴۴۹ تا ۴۵۰ ۔بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱)

پھر ایک اور جگہ فرماتے ہیں: اَلرَّحْمٰن ۔ "تیسرا سمندر اَلرَّحْمٰن ہے اور اس سے ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ کا جملہ سیراب ہوتا ہے تا انسان ہدایت اور رحمت پانے والوں میں ہو جائے کیونکہ صفتِ رحمانیت ہر اس وجود کو جو صفتِ ربوبیت سے تربیت پا چکا ہے وہ سب کچھ مہیا کرتی ہے جس کی اسے حاجت ہو۔ پس یہ صفت تمام وسائل کو رحم پانے والے کے موافق بنا دیتی ہے اور ربوبیت کا نتیجہ وجود کو کامل قویٰ دینا اور ایسے طور پر پیدا کرنا ہے جو اس کے لائق حال اور مناسب ہے۔ اسی صفت کا اثر یہ ہے کہ یہ ہر وجود کو اس کے عیوب چھپا دینے والا لباس پہناتی ہے"۔

اب ہر جانور کو اس کے عیوب چھپانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا لباس بھی پہنایا ہوا ہے اور دُم بھی جانوروں کے جن کی ہوتی ہے وہ اس کے بعض عیوب کو، بعض ننگوں کو ڈھانپنے والی ہے۔ تو یہ عجیب اللہ کی شان ہے کہ کوئی چیز بھی اس نے بے مقصد پیدا نہیں فرمائی۔ ہر چیز خدا کی ذات کی طرح اس کا پردہ رکھنے والی ہے۔

"عیوب چھپا دینے والا لباس پہناتی ہے اسے زینت عطا کرتی ہے، اس کی آنکھوں میں سرمہ لگاتی ہے، اس کے چہرہ کو دھوتی ہے، اس کو سواری کے لئے گھوڑا دیتی ہے، اس کو شہسواروں کے طریق بتاتی ہے اور صفت رحمانیت کا درجہ ربوبیت کے بعد ہے جو ہر چیز کو اس کے وجود کا مطلوب عطا کر کے اسے توفیق یافتہ لوگوں میں سے بنا دیتی ہے۔ ان میں سے چوتھا سمندر صفت اَلرَّحِیْم ہے اور اس سے ﴿صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ کا جملہ مستفیض ہوتا ہے تا بندہ خاص انعام یافتہ لوگوں میں شامل ہو جائے۔ کیونکہ رحیمیت ایسی صفت ہے جو ان انعامات خاصہ تک پہنچا دیتی ہے جن میں فرمانبردار لوگوں کا کوئی شریک نہیں ہوتا۔ گو (اللہ تعالیٰ کا) عام انعام انسانوں سے لے کر سانپوں اژدہاؤں تک کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے"۔ یہ کرامات الصادقین سے اقتباس لیا گیا ہے۔

(کرامات الصادقین ۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۱۱۸)

اب یہ بہت گہرا مضمون ہے اس کو اگر یہاں کھولا جائے تو بہت اس میں وقت لگے گا۔ صفت رحیم اور رحمانیت میں ایک بنیادی فرق ہے کہ رحمانیت آغاز میں کسی چیز کو انعام کے طور پر دینا جبکہ وہ چیز ابھی پیدا ہی نہ ہوئی ہو جو مانگنے کے لئے نکلے اور رحیمیت اس کی نعمت کو قبول کرنا اور بار بار رحم فرمانا۔ اب اس پہلو سے موسم آتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ آج یہ فصل بونے کا موسم ہے، کل کٹائی کا موسم ہے۔ ہر سال یہی ہوتا رہتا ہے۔ موسم آئے اور نکل گئے لیکن ہر سال یہ تکرار ہے رحمت کی اور اسی تکرار کا نام رحیمیت ہے۔ آغاز میں وہ صفات عطا کر دینا جس سے چیزیں پیدا ہوتی ہیں وہ رحمانیت کے تابع اور ربوبیت کے تابع ہے اور رحیمیت کے تابع ان کا بار بار ہمیشہ ہوتے چلے جانا یہ رحیمیت کا تقاضا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی تمام صفاتِ حسنہ پر غور کریں تو رحمانیت اور رحیمیت سے پھوٹتی ہیں اور ربوبیت سے ترویج پاتی ہیں۔

کسی کا کچھ حق نہیں یہ سب بلا استحقاق اس کو فیضان ملتا ہے "اور بغیر اس کے کسی کا کچھ حق ہو سب ذی روحوں پر حسب حاجت ان کے"۔ یعنی ذی روحوں کو جن جن چیزوں کی حاجت ہے۔ ان کے مطابق۔ یہ عمل جاری وساری رہتا ہے۔ اس فیضان کی برکت سے "ہر یک جاندار جیتا جاگتا، کھاتا پیتا اور آفات سے محفوظ اور ضروریات سے متمتع نظر آتا ہے"۔ اب یہ جنس کی بات ہو رہی ہے فرق کی بات نہیں ہو رہی۔ انسانوں میں سے بھی بڑی کثرت سے کروڑوں اربوں انسان ایسے ہیں جو مفلوک الحال ہیں غریب ہیں اور کئی قسم کی مصیبتوں میں مبتلا ہیں مگر بحیثیت مجموعی انسان کو خدا نے توفیق دی ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے ہر انسان کا کفیل ہو سکے۔ اس کے اپنے گناہ اور بدیاں اور حرص و ہوا ہے جس کے نتیجہ میں وہ اپنی دولت اور طاقت کو اپنے لئے روک رکھتا ہے اور بنی نوع انسان میں جاری نہیں کرتا۔ اگر جاری کرے تو کسی زمانہ میں بھی بنی نوع انسان قحط اور مفلوک الحالی کا شکار نہ ہو۔ پس اس پہلو سے یہ یاد رکھیں کہ رحمٰن کا عام فیضان جو ہے وہ سب ذی روح پر حاوی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک کی ضرورت کو پورا کرنا اس سے مراد نوعی ضرورت ہے لیکن ہر فرد کی ضرورت پوری نہیں ہو سکتی اگرچہ ہونی چاہئے تھی۔ وہ اس لئے نہیں ہو سکتی کہ انسان خود بد ہو چکا ہے اور انسان انسان کو اپنے مظالم کا شکار بنا لیتا ہے۔

"یہ سب آثار اسی فیضان کے ہیں جو کچھ روحوں کو جسمانی تربیت کے لئے درکار ہے سب کچھ دے دیا گیا ہے اور ایسا ہی جن روحوں کو علاوہ جسمانی تربیت کے روحانی تربیت کی بھی ضرورت ہے یعنی روحانی ترقی کی استعداد رکھتے ہیں"۔ یعنی انسان "ان کے لئے قدیم سے عین ضرورتوں کے وقت کلام الٰہی نازل ہوتا رہا ہے"۔ ہر زمانہ میں کلام تو اللہ کی طرف سے نازل ہوتا رہا مگر اس پرانے زمانہ کے انسانوں کی ضرورتیں محدود تھیں اس لئے ان کو کلام بھی محدود ملے اور یہ سلسلہ ترقی کرتے ہوئے

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

بقیہ: لائبیریا میں تعمیر مساجد کا سلسلہ از صفحہ نمبر ۱۲

جماعت احمدیہ عالمگیر کی شاندار روایات کو اس چھوٹی سی نئی قائم ہونے والی جماعت نے یہاں بھی زندہ کر دکھایا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ مسجد کا مسقف رقبہ ۳۶ فٹ × ۳۶ فٹ جبکہ مشن ہاؤس کا رقبہ ۲۴ فٹ × ۴۰ فٹ ہے۔

مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر سے علاقہ کے لوگوں پر بہت اچھا اثر پڑا۔ ملک کے مشہور قومی اخبار The News نے افتتاحی تقریب کی اس کارروائی کو نمایاں طور پر شائع کیا۔

آخر میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو علاقے بھر کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور اسے مخلص نمازیوں سے بھر دے اور جماعت کو مزید مساجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ (آمین)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ تک پہنچا اور قرآن کریم نے گزشتہ تمام انبیاء کی رحمتیں اپنی ذات میں اکٹھی کر لیں۔ ﴿فِیْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ﴾۔ قرآن کریم میں تمام قائم رہنے والی اور قائم رکھنے والی تعلیمات کا خلاصہ بیان ہے۔

فرماتے ہیں: "غرض اسی فیضان رحمانیت کے ذریعہ انسان اپنی کروڑہا ضروریات پر کامیاب ہے"۔ مطلب کروڑہا ضروریات اپنی پوری کر لیتا ہے۔ "سکونت کے لئے سطح زمین، روشنی کے لئے چاند اور سورج، دم لینے کے لئے ہوا، پینے کے لئے پانی، کھانے کے لئے انواع واقسام کے رزق اور علاج امراض کے لئے لاکھوں طرح کی ادویہ اور پوشاک کے لئے طرح طرح کی پوشیدنی چیزیں اور ہدایت پانے کے لئے صحف ربانی موجود ہیں اور کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ یہ تمام چیزیں میرے عملوں کی برکت سے پیدا ہو گئیں ہیں"۔ خود تھا ہی نہیں تو اس کے عمل کون سے تھے۔ پس ہندوؤں میں جو آواگون کا چکر ہے اس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام رد فرما رہے ہیں براہین احمدیہ میں، اسی سے یہ جملے لئے گئے ہیں۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے عملوں کی برکت سے یہ سب کچھ پیدا ہوا ہے "اور میں نے کسی پہلے جنم میں کوئی نیک عمل کیا تھا جس کی پاداش میں یہ بے شمار نعمتیں خدا نے بنی آدم کو عنایت کیں۔ پس ثابت ہے کہ یہ فیضان جو ہزارہا طور پر ذی روحوں کے آرام کے لئے ظہور پذیر ہو رہا ہے یہ عطیہ بلا استحقاق ہے جو کسی عمل کے عوض نہیں فقط ربانی رحمت کا ایک جوش ہے تا ہر یک جاندار اپنے فطرتی مطلوب کو پہنچ جائے اور جو کچھ اس کی فطرت میں حاجتیں ڈالی گئی ہیں وہ پوری ہو جائیں"۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۴۴۵ تا ۴۴۷ بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱)

سوال وجواب

سوال: مرنے کے بعد انسان اپنی ازواج واولاد سے ملے گا یا نہیں؟

جواب: قرآن کریم میں اس سوال کا بصراحت جواب دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ﴾ (سورۃ الطور:۲۲)۔ اور اس کا یہ ترجمہ ہے کہ وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہیں اور ان کی ذریت (اولاد) نے ان کی اتباع کی ہے ایسی اتباع کہ ان جیسا وہ بھی ایمان لائے ہیں۔ ہم ان کی اولادوں کو ان کے ساتھ ہی ملا دیں گے اور ان کے کسی عمل میں بھی کمی نہیں کریں گے، ہر ایک اپنی کمائی کا گروی ہے"۔

پھر ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ﴾ (سورۃ المومن:۹)۔ یعنی "اے ہمارے رب اور ان کو داخل کر دے رہنے کے باغوں میں جو تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کو بھی ان کے ساتھ داخل کر جو ان کے آباؤ اجداد میں صلاحیت رکھتے تھے اور ان کی ازواج اور ذریات کو بھی جو سنوارنے والے تھے"۔

دیکھئے اس آیت کریمہ میں صاف فرمادیا ہے کہ سنوار والی ازواج اور اولاد مومن انسان کے ساتھ جنت میں داخل ہونگی۔ اور پہلی آیت کریمہ میں صاف اَلْحَقْنَا بِهِمْ کا لفظ وارد ہوا ہے۔

اب رہا یہ کہ کافروں کو بھی ان کی ازواج اور اولاد ملے گی یا نہیں۔ اس کا جواب بھی قرآن شریف میں دیا ہے۔ ﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ﴾ (سورۃ الصافات:۲۳،۲۴)۔ ظالموں اور ان کی ازواج کو اور ان لوگوں کو جو اللہ کے سوا اور بتوں کو پوجتے تھے اکٹھا کر کے جحیم کی راہ کی طرف لے جاؤ۔ بات بہت صاف اور بیّن ہے کہ اگر انسان سے مراد کافر انسان ہے تو اس کی اولاد اور ازواج اگر وہ ویسی ہی کافر ہیں اس کے ساتھ وہ بھی جہنم میں جائیں گے اور اگر صلاحیت والے ہیں تو ان کو جنت میں داخل کیا جاوے گا کیونکہ ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ اور اگر انسان مومن ہے اور اس کی ازواج اور اولاد کافر ہیں تو مومن انسان تو بہشت میں جائے گا اور کافر ازواج اور اولاد جہنم میں داخل کئے جاویں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ﴾ (سورۃ التحریم:۱۱)۔ ہر دو حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویاں کافر تھیں اور ہمارے نیک بندوں کے نیچے تھیں۔ انہوں نے خیانت کی۔ پس وہ اللہ کے مقابلہ میں کچھ نہ کر سکیں اور ان کو کہا گیا کہ آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اسی آیت کریمہ کے بعد فرعون کی بیوی کو مومنوں کے لئے بطور مثال پیش کیا گیا ہے جو دعا مانگتی ہے ﴿رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾۔ وہ مضطر تھی۔ ضرور اس کی دعا سنی جائے ﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ﴾ اور ﴿فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ ضرور قبول ہوگئی ہوگی اور جنت میں ضرور داخل کی گئی ہوگی۔ یہاں ہمیں اللہ تعالیٰ نے بتادیا ہے کہ ایک بد اور کافر انسان کی بیوی اگر وہ صلاحیت رکھتی ہے جنت میں داخل کی جاوے گی اور کہ نیک بندوں کی ازواج مثلاً لوط اور نوح علیہم السلام کی بیویاں نار (دوزخ) میں داخل کی جاتی ہیں اگر وہ ازواج صلاحیت سے کچھ حصہ نہیں رکھتی ہیں بلکہ کافروں کے لئے نمونہ بن جاتی ہیں۔

اور نیک اور مومن بندوں کی ناخلف اولاد کی بابت قرآن شریف میں صاف لکھا ہے ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾۔ پس ان نیکوں کے بعد ان کی ایسی نااہل اور نالائق اولاد پیدا ہوئی کہ انہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ گئے پس وہ جہنم میں ڈالے جاویں گے۔

اور حضرت نوح علیہ السلام کو فرمایا گیا ﴿اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ﴾ وہ جس کو تو اپنا بیٹا بتاتا ہے وہ تیرے اہل سے نہیں ہے۔ پس اگر انسان مومن ہے اور اس کی اولاد اور ازواج بھی مومن ہیں تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل ہونگے اور اگر انسان کافر ہے اور اس کی اولاد اور ازواج بھی کافر ہیں تو وہ ان کے ساتھ دوزخ میں داخل ہونگے۔ اور اگر انسان مومن ہے اور اس کی اولاد اور ازواج کافر ہیں تو مومن انسان تو بہشت میں جاوے گا اور ازواج اور اولاد دوزخ میں۔ اور اگر انسان کافر ہے اور اس کی اولاد اور ازواج مومن ہیں تو کافر انسان دوزخ میں اور اس کی اولاد اور ازواج بہشت میں جاویں گے۔

الغرض انسان اپنی ازواج اور اولاد سے ملے گا اگر ہر دو ایک ہی حالت رکھتے ہیں۔ بالفاظ دیگر انسان کو اپنی ازواج و اولاد سے ملنے کے لئے صرف دو حالتیں ہیں یا تو ہر دو مومن ہیں تب مل سکیں گے یا اگر ہر دو کافر ہیں تب مل سکیں گے۔

(ریویو آف ریلیجنز (اردو) مئی ۱۹۰۸ء۔ جلد ۵ صفحہ ۱۸۰۔۱۸۲)

تبلیغی لٹریچر

تبلیغ کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے لیکن ہر ایک آدمی اس قدر قابلیت اور لیاقت نہیں رکھتا کہ ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگوں میں مؤثر طور پر زبانی تبلیغ کر سکے۔ پھر زبانی گفتگو بعض اوقات ایسا رنگ اختیار کر لیتی ہے جس سے خواہ مخواہ ضد پیدا ہو جاتی ہے اور اس طرح اعتراف صداقت میں رکاوٹ حائل ہو جاتی ہے۔ اس کے لئے ایم ٹی اے کے پروگرامز اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی مجالس سوال و جواب کی آڈیو ویڈیو کیسٹس کے علاوہ مختلف موضوعات پر جماعتی کتب، پمفلٹس، فولڈرز، رسائل و اخبارات وغیرہ بھی تبلیغ کا ایک مفید ذریعہ ہیں جنہیں احمدی احباب سفر و حضر میں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں اور گاڑی میں یا کسی اور مجمع یا مجلس میں جن لوگوں کو تعلیم یافتہ اور حق پسند خیال کریں ان میں تقسیم کر سکتے ہیں یا اگر موقع ہو تو خود پڑھ کر سنا سکتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کی اکثر بڑی بڑی زبانوں میں بنیادی اور اہم موضوعات پر لٹریچر تیار ہو چکا ہے۔ **اس لٹریچر کے حصول کے لئے** آپ اپنے ملک کے امیر صاحب جماعت یا سیکرٹری شعبہ اشاعت سے رابطہ کریں۔

تمام امراء کرام کا فرض ہے کہ وہ اس بات کی نگرانی فرمادیں کہ ان کے شعبہ اشاعت میں تمام اہم زبانوں میں ضروری لٹریچر ہمہ وقت دستیاب ہے اور احباب جماعت کو اس لٹریچر کی سٹاک میں موجودگی اور اس کے حصول کے سلسلہ میں طریق کار کا بھی علم ہے۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔ لندن)

LONDON MONEY EXCHANGE

پاکستان بھر میں رقم بھجوائیں۔ بہترین ریٹ کے لئے تشریف لائیں
یا رقم ہمارے بینک میں جمع کروائیں اور رقم پاکستان میں وصول کریں

رابطہ: مبشر احمد صدیقی

270 Ilford Lane, Ilford, Essex 1G1 2SD
Tel:020 8478 2223 Mobile: 07968 775401

بقیہ: جماعتی نظام کے لئے اسلام میں اصول وہدایات از صفحہ نمبر ۴

کا علم ہوا کرتا تھا۔ بیسیوں دفعہ ایسا ہوا۔ آپؑ فرماتے میرے پاس رپورٹ آئی ہے آج فلاں جگہ یہ کام ہو رہا ہے۔ تو امام کو وہ معلومات ہوتی ہیں جو اور لوگوں کو نہیں ہوتیں۔ اس لئے وہ جانتا ہے کہ فلاں کام جو ہو رہا ہے وہ کیوں ہو رہا ہے اور کس طرح ہو رہا ہے اور اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ جماعت سے اس وقت لڑائی کرائی جائے جب لڑائی کا کوئی فائدہ ہو"۔

(خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۵؍جون ۱۹۳۷ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (رحمہ اللہ) اس سلسلہ میں اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

"اب مثلاً میرا علم جو ہے اس کا ایک حصہ ایک لحاظ سے دراصل آپ کا ہی علم ہے کیونکہ مجھے کراچی کی بیدار اور چوکس جماعت بھی اطلاع بھجوا رہی ہے، مجھے راولپنڈی کی بیدار اور چوکس جماعت بھی اطلاع بھجوا رہی ہے، مجھے پشاور کی بیدار اور ہوشیار جماعت بھی اطلاع دے رہی ہے۔ غرض ہر جماعت سے جہاں بھی جماعت قائم ہے وہاں سے مجھے اطلاع مل رہی ہے اور چونکہ میرا اور آپ کا وجود ایک ہی ہے اللہ کے فضل سے آپ میری آنکھیں ہیں جن کے ذریعہ سے مَیں دیکھتا ہوں اور علم حاصل کرتا ہوں۔ آپ میرے کان ہیں جن کے ذریعہ سے مَیں سنتا ہوں اور حالات کی روش کو محسوس کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ کی فراست اور میری فراست دراصل ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں یا ایک ہی پیالے کے مختلف اطراف ہیں"۔

(خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل یکم اکتوبر ۱۹۶۹ء)

دراصل یہ قرآنی آیت ﴿وَاِذَا جَآءَ هُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِالْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُوْلِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ﴾(النساء:۸۴) کی عملی تفسیر ہی ہے جو Inteligentia کا تقرر عمل میں لایا جاتا ہے۔

لیکن ان رپورٹس کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جماعت مومنین کو ایک احتیاط بھی بتادی ہے۔ فرمایا ہے ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾۔ (الحجرات:۷) اے مومنو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی اہم خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم ناواقفی سے کسی قوم پر حملہ کر دو اور پھر اپنے کئے پر شرمندہ ہو جاؤ۔

منافقین کی بدعملیوں سے آگاہی کی تلقین

جماعتی نظام کے لئے چھٹا اصل یا ہدایت منافقین کی بداعمالیوں سے آگاہ رہنے کی تلقین ہے جس کے متعلق قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث کی اکثر روایات میں ذکر ہوا ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"منظّم جماعتوں میں منافقوں کا گروہ ضرور ہوتا ہے کیونکہ جب تنظیم نہ ہو تو منافقت کرنے کی ضرورت کم ہی ہوتی ہے۔ لیکن جب ایک جماعت منظّم ہو تو اسے چھوڑنا کمزور دل لوگوں کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ ایک طرف تو اپنی جماعت سے بھی تعلق بنائے رکھتے ہیں اور دوسری طرف خفیہ خفیہ اس کے مخالفوں سے بھی سازباز شروع کر لیتے ہیں۔ جماعت احمدیہ چونکہ ایک منظّم جماعت ہے اسے اس خطرہ کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ منافقوں کا وجود اس میں پایا جانا اس کی کمزوری کی علامت نہیں بلکہ اس کی تنظیم کا ثبوت ہے۔ ہاں ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ منافقوں کی چالوں کو جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں سمجھے اور انہیں مدنظر رکھ کر منافقوں کو پہچانے اور ان سے وہی معاملہ کرے جو قرآن کریم نے تجویز کیا ہے اور ان کے ہتھکنڈوں میں نہ آئے کہ وہ شیطان کی طرح خیر خواہ بن کر ہی حملے کیا کرتے ہیں"۔

(تفسیر کبیر جلد اول جز اول صفحہ ۱۷۶)

دراصل اس قرآنی اصل کے ماتحت ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کے ہر فرد کو سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات اور ان کے ترجمہ کو زبانی یاد کر کے ہر وقت اپنے مدنظر رکھنے کا ارشاد فرمایا ہے کیونکہ ان آیات میں منافقین کی تمام بڑی بڑی چالاکیوں کا ذکر آگیا ہے جن سے جماعت مومنین کو ہوشیار اور چوکس رہنا چاہئے۔

تقرّر مبلّغین و مربّیان

جماعتی نظام کے لئے ساتواں اصل اصلاح وارشاد کے لئے مبلغین اور مربیان کا تقرر ہے جو ایک طرف غیر مسلموں اور غیر از جماعت افراد تک پیغام حق پہنچانے کا کام کریں اور دوسری طرف افرادِ جماعت کو شرائع کی تعلیم دیں اور ان کی حکمت سے آگاہ کریں۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾۔(آل عمران:۱۰۵) تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور نیک باتوں کی تعلیم دے اور بدی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ ھود کی آیت ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہمارا بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح یہ فرض رکھا گیا ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کے ساتھ دوسرے مومنوں کی اصلاح کا بھی فکر کریں۔ ایک ادنیٰ غور سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ بغیر ایک کامل نظام کے اس حکم پر عمل نہیں ہو سکتا۔ ایک مومن اپنے پاس کے مومن کو تو نصیحت کر سکتا ہے لیکن سب دنیا کے مومنوں کو بغیر نظام کے کس طرح نصیحت کر سکتا ہے۔ صرف مکمل نظام کے ذریعہ انسان گھر بیٹھا سب مسلمانوں کی خبر رکھ سکتا ہے"۔

(تفسیر کبیر جلد سوم سورۃ ھود صفحہ ۲۹۵)

مبلغین اور مربیان کے لئے عملی نمونہ پیش کرنے کی بھی تاکید قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾(سورۃ حٰم سجدہ آیت ۳۴)۔ اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہو گی جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور خود بھی اپنے ایمان کے مطابق عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مَیں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

لیکن اس غلطی کے احتمال کی وجہ سے کہ جماعت مومنین اصلاح وارشاد کے کام کو مبلغین و مربیان کے خاص طبقہ تک محدود کر کے خود کو کلیۃً اس سے آزاد نہ سمجھ لے، شارع اسلام ﷺ فرماتے ہیں: "مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ"۔ یعنی جماعت مومنین کا جو شخص بھی کسی کو ناپسندیدہ اور خلاف شریعت فعل کا ارتکاب کرتے دیکھے تو خاموشی اختیار نہ کرے اور صرف اس خیال سے اپنے نفس کو تسلی نہ دے کہ اس کام کے لئے ایک جماعت مبلغین اور مربیان کی مقرر ہے بلکہ اسے چاہئے کہ اس ناپسندیدہ فعل کو اپنے ہاتھ سے بدل دے یعنی اس کے ارتکاب سے روکے۔ لیکن اگر اس کو ایسا کرنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اس کی اصلاح کی کوشش کرے اور اگر اسے یہ طاقت بھی حاصل نہ ہو تو کم از کم اسے برا سمجھ کر اپنے دل ہی میں دعا کے ذریعہ اصلاح کی کوشش کرے۔

باہمی اخوت

جماعتی نظام کے لئے آٹھواں اصل باہمی اخوت ہے۔ جس کے لئے ﴿فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا﴾ (پس تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے) ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ (مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں لہذا اگر کبھی آپس میں رنجش پیدا ہو جائے تو فوراً صلح کر لیا کرو) جیسی آیات قرآنی بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور احادیث میں اس کے لئے تفصیلی احکام وارد ہوئے ہیں جن میں سے "لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ" (تم میں سے کوئی حقیقی مومن اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے اس چیز کو پسند نہیں کرتا جسے وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے) "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ" (مسلمان سچا وہ ہے کہ دوسرے مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ کی تکلف سے محفوظ رہیں)۔ "اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَ لَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ" (ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے لہذا ایک کو دوسرے پر ظلم نہیں کرنا چاہئے۔ اسے بے مدد نہیں چھوڑنا چاہئے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھنا چاہئے) "مَلْعُوْنٌ مَّنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا اَوْ مَكَرَ بِهٖ" (وہ شخص ملعون ہے جو مومن کو نقصان پہنچائے یا اسے دھوکہ دے)۔ اور "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُحِدَّ النَّظَرَ اِلٰى اَخِيْهِ" (جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان لانے والا ہے اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو گھور کے دیکھے) چند ایک پیش کئے جاتے ہیں۔

اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد "تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى"۔ تو مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے میں، ایک دوسرے سے محبت کرنے میں، ایک دوسرے سے جذبات عطوفت کے اظہار میں ایسا دیکھے گا جیسا کہ ایک جسم ہے کہ جب اس کا ایک عضو بیمار ہو یا تکلیف میں ہو تو تمام جسم بیداری اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے)۔ اسلامی اخوت کا صحیح آئینہ دار ہے۔

جب جماعت مومنین ان آیات قرآنی اور احادیث نبوی پر عمل پیرا ہو کر بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ کے مصداق ہو جاتی ہے تو مومنین ﴿اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ کی قومی سیرت کو اختیار کر لیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تم باہمی اتفاق رکھو اور اجتماع کرو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔

مَیں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ مَیں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی۔ ﴿كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ﴾ یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں سے ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔ اس کا انجام اچھا نہیں۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۸)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

(مینیجر)

”قوم کا اجتماعی گناہ“

روزنامہ جنگ کا ایک فکرانگیز کالم

(مسعود احمد خان دھلوی)

روزنامہ جنگ لاہور میں گاہے گاہے جناب حمید احمد سیٹھی کا کالم بھی شائع ہوتا ہے۔ کالم کا مستقل عنوان تو ہے ”......گھر ہونے تک“ لیکن حسب معمول وہ بھی اپنے کالم پر اس کے موضوع کی مناسبت سے ایک علیحدہ عنوان بھی لگاتے ہیں۔ پچھلے دنوں ان کا ایک بہت ہی فکر انگیز کالم۔ ”یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے“۔کے زیر عنوان شائع ہوا ہے۔ کالم تو انہوں نے جیسا کہ اس کے انداز اور مجموعی تاثر سے ظاہر ہے ملک کے دگرگوں حالات اور قوم کو پیش آنے والے نت نئے مصائب سے متاثر ہو کر لکھا ہے لیکن انہوں نے اسے محدود رکھا ہے ذوالفقار علی بھٹو کی (بقول ان کے) کرشماتی شخصیت کے عبرتناک انجام اور ان کے گھرانے پر پے در پے ٹوٹنے والے انتہائی افسوسناک اور دردانگیز مصائب کے تذکرے تک۔

بے مثال عروج کا حیرت انگیز زوال

سیٹھی صاحب موصوف نے اپنے مذکورہ کالم میں اپنی دانست کے مطابق ذوالفقار علی بھٹو کی کرشماتی شخصیت اور ان کے بعض کارناموں کا بھی ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی ان کے کارناموں کے باوجود ان کے عبرتناک انجام پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ مثال کے طور پر وہ رقمطراز ہیں:

”اب تک کے سب سے زیادہ تعلیم یافتہ، زیرک، کرشمہ ساز اور صائب الرائے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار سے چمٹے رہنے کے لئے کیا کیا پاپڑ نہیں بیلے۔ ان کے درجن سے زیادہ قریبی ساتھیوں اور وزرائے اعلیٰ نے خود کو بلا مقابلہ منتخب کرا لیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنی دوسری ٹرم میں انہوں نے ساٹھ (۶۰) فیصد سے زیادہ سیٹوں سے جیت جانا تھا لیکن قطعی اکثریت (Absolute Power) کا نشہ ہی کچھ اور ہے۔ یہ چڑھتا ہے تو بانس کے اوپر والے کونے پر چڑھا دیتا ہے“۔

”بھٹو صاحب نے عوام اور علماء کی خوشنودی کی خاطر جمعہ کو ہفتہ وار چھٹی قرار دے دیا، تھوڑی سی پینے کے اقرار کے باوجود شراب کی فروخت اور افیون کے ٹھیکوں پر پابندی کے علاوہ خود کو مذہبی ثابت کرنے کے لئے کئی دیگر اقدام کئے تاکہ سیاسی طور پر ان کا قد مزید اونچا ہو جائے۔ لیکن ان کا کوئی حیلہ اور حربہ کارگر نہ ہوا۔ وہ PNA کی تحریک کے آخر پر دوبارہ الیکشن کرانے پر بھی راضی ہو گئے تھے لیکن انہیں قتل کے جرم میں سزائے موت پانے والے وزیراعظم کا درجہ حاصل ہو کر رہا“۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۲؍جنوری ۲۰۰۱ء صفحہ ۲)

ناقابل معافی اجتماعی گناہ کونسا ہے؟

اس کے بعد سیٹھی صاحب نے ایک اور امر پر روشنی ڈالی ہے اور وہ یہ کہ بھٹو صاحب کو بعض کارہائے نمایاں سرانجام دینے کے باوجود نہ صرف یہ کہ تختۂ دار پر جان دینی پڑی بلکہ ان کا پورا خاندان خدائی گرفت میں آئے بغیر نہ رہا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ پورا منظر نامہ اپنے اندر عبرت کا بہت کچھ سامان لئے ہوئے ہے۔ بعد ازاں انہوں نے ایک بنیادی اہمیت کا سوال اٹھایا ہے اور وہ یہ کہ آخر ہم سے ایسا کونسا اجتماعی گناہ سرزد ہوا ہے کہ جو قدرت کے نزدیک ناقابل معافی ہے۔ اگرچہ انہوں نے خود اٹھائے ہوئے اس سوال کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا تاہم اس کا جواب ان کے مندرجہ بالا اقتباس کے خط کشیدہ الفاظ میں مضمر ہے اور وہ یہ ہیں:

”(بھٹو صاحب نے) خود کو مذہبی ثابت کرنے کے لئے کئی دیگر اقدام کئے تاکہ سیاسی طور پر ان کا قد مزید اونچا ہو جائے“۔

انہوں نے اس ضمن میں ایک ہی قدم اٹھایا اور پوری قوم کے نمائندوں یعنی قومی اسمبلی کے جملہ ممبران سے ان پر مہر تصدیق ثبت کروائی۔ قبل اس کے کہ ہم یہ بتائیں کہ ان کا وہ کونسا اقدام تھا جو خدا کی ناپسندیدگی کا موجب ہو کر اجتماعی گناہ قرار دئے جانے کے قابل ٹھہرا اور جس کی پاداش کے طور پر خود انہیں، ان کے خاندان اور پوری قوم کو خدائی عتاب کا نشانہ بننا پڑا پہلے ہم ایک خدائی تصرف کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں اور وہ خدائی تصرف اور اس کی کارفرمائی یہ ہے کہ عین اسی روز کے روزنامہ ”جنگ“ میں جس میں کہ سیٹھی صاحب کا مذکورہ کالم چھپا ایک اور کالم نگار صاحب کا بھی ایسا کالم شائع ہوا جس میں سیٹھی صاحب کے اٹھائے ہوئے سوال کا اشاروں ہی اشاروں میں جواب موجود ہے۔ وہ اشارے اتنے واضح اور غیر مبہم ہیں کہ ان سے ”قوم کے اجتماعی گناہ“ کی بھرپور انداز میں نشاندہی ہو جاتی ہے۔ یہ واضح اور غیر مبہم اشاروں پر مشتمل جواب تو ہم بعد میں یہاں درج کریں گے پہلے وہ سوال خود سیٹھی صاحب کے الفاظ میں سنئے جو انہوں نے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے عبرتناک انجام اور ان کے خاندان پر پڑنے والی افتاد کے ضمن میں اٹھایا ہے۔ وہ بھٹو صاحب کی کرشماتی شخصیت، ان کی غیر معمولی قابلیت اور متعدد کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

”زیڈ اے بھٹو ایک کرشماتی اور عہد ساز شخصیت تھے جن کے مخالف بھی ان کی قابلیت اور جادو بیانی کے معترف تھے۔ وہ بھٹو کی قوت استدلال سے خائف رہتے تھے۔ ان کے ناقد اور اختلاف رکھنے والے بھی ان کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھنے سے ڈرتے اور اکثر کتراتے تھے کیونکہ انہیں اٹھتے وقت ان کی تائید میں سر ہلانے ہی پڑتے تھے۔ اس مقناطیسی اور صائب الرائے شخص کا عروج بھی بے مثال تھا اور زوال بھی عبرت انگیز۔ ان کی فیملی کی دوسری اہم شخصیت جو ایک سابق وزیراعظم کی بیوی بھی ہے اور ایک سابق وزیراعظم کی ماں بھی اس وقت ایک ملزمہ ہی نہیں مدت سے قابل رحم حالت میں ہے۔ بھٹو صاحب کا ایک بیٹا دیار غیر میں پراسرار حالات میں اپنے فلیٹ میں مردہ پایا گیا تھا جبکہ دوسرا بیٹا اپنی ہی بہن کے عہد وزارت عظمیٰ میں پولیس کے ہاتھوں مارا گیا اور اس کا لہو بھی کسی کے ہاتھ پر تلاش نہیں ہو سکا۔ بھٹو کی ایک بیٹی دوبار وزیراعظم منتخب ہونے کے باوجود اس وقت سزایافتہ اور مفرور یا جلاوطن ہے جبکہ اس کا سابق وزیر خاوند متعدد مقدمات میں ملوث دوبار ملا کر سات سال سے جیل میں ہے۔ اس خوفناک اور دردانگیز انسانی تماشے (المیئے۔ ناقل) اور آج کل کے حالات کو دیکھنے والوں اور اہل نظر کے لئے یہ مقام عبرت ہے اور اس ملک کے باسیوں کے لئے وجۂ فکر بھی کہ آخر وہ کونسا اجتماعی گناہ ہے جس کی ہمیں معافی نہیں مل رہی“۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۲؍جنوری ۲۰۰۱ء صفحہ ۲ و ۱۳)

اجتماعی گناہ کی حتمی نشاندہی

بہرحال بھٹو صاحب نے خود کو حامی دین متین ثابت کرنے اور اس طرح اس زمانہ کے دنیادار مولویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جو اقدامات کئے ان میں سے ایک اقدام ایسا تھا جو خدا کی نگاہ میں سخت ناپسندیدہ تھا اور وہ تھا کلمہ گو احمدیوں کو آئین پاکستان کی رو سے غیر مسلم قرار دینا اور انہیں سیاسی طور پر اکثریت سے بالجبر علیحدہ کر کے اقلیت کا درجہ دینا اور انہیں کمتر حیثیت کا شہری شمار کر کے ظلم کی چکی میں پیسنا۔ یہ خاص تصرف الٰہی نہیں تو اور کیا ہے کہ اسی روز کے جنگ میں جس میں کہ جناب سیٹھی حمید احمد صاحب کا مذکورہ کالم شائع ہوا ایک اور کالم بھی اشاعت پذیر ہوتا ہے جو جناب خورشید ندیم کا تحریر کردہ ہے۔ اس میں وہ واضح اور غیر مبہم اشاروں میں واضح کرتے ہیں کہ قوم کے اس اجتماعی گناہ کی نوعیت کیا ہے؟ وہ لکھتے ہیں:

”ہمارا اصل مسئلہ ہی یہ ہے کہ ہم اپنی بات پر دوسروں پر مسلط کرنا چاہتے ہیں اور اس بات کو اپنے نامۂ اعمال میں جلی حروف سے درج کرانا چاہتے ہیں کہ ہم نے فلاں فلاں فتنے کے خلاف جہاد کیا۔ ہم اختلاف کرنے والے کو پہلے دائرۂ اسلام اور پھر دائرۂ حیات سے خارج کرنے کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ مسجدوں پر قبضہ کو اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں اور دوسروں کے لئے جینا دوبھر کر دیتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جتنی محنت ہم لوگوں کو کافر قرار دینے کے لئے کرتے ہیں اگر اتنی ہی مشقت ہم انہیں مسلمان بنانے کے لئے اٹھائیں تو دنیا کا منظر بہت بدل جائے“۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۲؍جنوری ۲۰۰۱ء صفحہ ۱۰)

جناب خورشید ندیم صاحب کے مندرجہ بالا حقیقت افروز اقتباس کا لفظ لفظ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ قوم کا وہ اجتماعی گناہ یہی ہے کہ ۱۹۷۴ء میں پوری قوم کی نمائندہ اسمبلی نے اس وقت کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے کہنے پر احمدیوں کے شدید احتجاج کے باوجود آئین پاکستان میں ترمیم پاس کر کے کلمہ گو احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا اور اس طرح بزور احمدیوں پر اپنا فیصلہ مسلط کر کے ان کی مسجدوں پر حملے کرنے، ان پر قبضہ جمانے، بے گناہ اور معصوم احمدیوں کو بے دریغ قتل کرنے اور ان کا جینا دوبھر کرنے کی راہ ہموار کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اس فیصلہ کے ذریعے بھٹو صاحب نے تھوڑی سی اُمّ الخبائث پینے کے اقرار کے باوجود خود کو مذہبی ثابت کرنے کے لئے احمدیوں کو دائرہ اسلام اور دائرۂ حیات سے خارج کرنے والا انتہائی ناروا اقدم اٹھا کر سیاسی طور پر اپنا قد مزید اونچا کرنے کی کوشش کی۔ قد تو کیا اونچا ہوتا خدا کی ناراضگی مول لے کر اور نتیجۃً اپنے آپ کو عبرت کا نشان بنا کر اپنے خاندان کو ہی نہیں پوری قوم کو نہ ختم ہونے والے مصائب کے چکر میں پھنسا دیا۔

اجتماعی گناہ پر ابھارنے والے بعض کردار

حقیقت یہ ہے کہ بھٹو صاحب پوری اسمبلی سے کلمہ گو احمدیوں کو غیر مسلم قرار دلانے کے ظالمانہ فیصلہ کے عملاً تو بذات خود ذمہ دار تھے لیکن اس کے خطرناک مضمرات سے آگاہ ہونے کے باعث قومی سطح پر خطرات اور مصائب کو دعوت دینے والا یہ اقدام انہوں نے خود نہیں کیا تھا بلکہ خود نہ چاہنے کے باوجود بعض لوگوں کے اکسانے اور ترغیب دلانے کی وجہ سے وہ ایسا کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ ان میں سب سے زیادہ سرگرم اور پیش پیش سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فیصل تھے۔ یہ شاہ فیصل ہی تھے جن کے ایما اور اصرار پر مسٹر بھٹو قوم سے الٹی زقند لگوانے پر آمادہ ہوئے اور ممبران قومی

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم۔

اسمبلی کی آنکھوں پر ایسا پردہ پڑا کہ اس نے ایسا فیصلہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہ جانا جو سراسر قومی مفاد کے خلاف تھا اور اس طرح وہ خود کو ڈاکٹر اقبال کے اس شعر کا مصداق بنا بیٹھا ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

جہاں تک اس فیصلہ پر شاہ فیصل کے اثرانداز ہونے کا تعلق ہے اس کے کئی شواہد موجود ہیں۔ مثال کے طور پر ہفت روزہ "المنبر" فیصل آباد میں "یادرفتگان" کے زیرعنوان مولانا محمد یوسف بنوری کے متعلق مولانا عبدالغفار حسن کا ایک مضمون شائع ہوا۔ اس میں انہوں نے لکھا مولانا یوسف بنوری نے انہیں بھٹو صاحب سے ملاقات کا حال سنایا تھا۔ اس ملاقات میں مولانا بنوری نے مسٹر بھٹو کو مخاطب کر کے کہا:

"فرمانروائے مملکت سعودیہ عربیہ نے اپنے خاص ایلچی کے ذریعہ آپ کو پیغام بھجوایا ہے؟ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ انہوں نے آپ کو یقین دلایا ہے کہ آپ یہ مطالبہ (احمدیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ۔ ناقل) تسلیم کر لیں۔ اس سلسلہ میں جو بھی نقصان ہوگا اس کی تلافی ہم کریں گے"۔

(ہفت روزہ "المنبر" فیصل آباد ۱۷/جنوری ۱۹۷۸ء)

مولوی محمد یوسف بنوری نے اپنے حین حیات میں اپنے ماہنامہ "بیّنات" کراچی میں خود بھی ایک نوٹ شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ شاہ فیصل کے بھیجے ہوئے خصوصی ایلچی کے آنے پر ہماری یہ کوشش سرے چڑھی اور مسٹر بھٹو احمدیوں کو اسمبلی سے آئینی طور پر غیرمسلم قرار دلوانے میں بیباکی اور بے خوفی کا مظاہرہ کر گزرے۔ اور یہ تو دور کی نہیں گزشتہ سال کی بات ہے کہ انگلستان کے شہر برمنگھم میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر صالح العبید نے اپنی تقریر میں اس امر کا بطور خاص ذکر کیا کہ "مرحوم شاہ فیصل کی کوششوں سے پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا"۔ (روزنامہ جنگ لندن مورخہ ۸/اگست ۲۰۰۰ء صفحہ اول)

اب کیا یہ مقام عبرت نہیں کہ بھٹو صاحب کے پھانسی پانے سے بھی پانچ سال قبل بتاریخ ۲۵/مارچ ۱۹۷۵ء بروز منگل شاہ فیصل کو خود ان کے اپنے شاہی محل میں خود ان کے بھتیجے نے اپنی گولی کا نشانہ بنا کر ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ ان کا قصر شاہی ان کے لئے حصار عافیت کا درجہ رکھتا تھا اور اس کے آس پاس کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا۔ اور خدا نے شاہی خاندان میں ہی سے یعنی ان کے اپنے خون میں ہی سے ان کا خون بہانے والا پیدا کر دیا۔

احمدیوں کے مذہبی حقوق پر قدغنیں لگانے والا وجود

الغرض ہوا یوں کہ شاہ فیصل نے اکسایا، بھٹو نے تبر چلایا۔ خدائے قادر و توانا نے دونوں کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ عبرت کے ان نشانوں سے بعد میں آنے والوں میں سے کسی نے فائدہ نہ اٹھایا۔ جنرل ضیاء الحق جو ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو کیفر کردار تک پہنچانے کا ذریعہ بنے تھے خود بھٹو صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تبرزنی میں آگے سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ انہوں نے ملاؤں کے دباؤ میں آکر اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے نہ صرف اینٹی احمدیہ ایسا ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا بلکہ احمدیوں کے خلاف ہر قسم کے مظالم روا رکھنے کے لئے از روئے قانون ملاؤں کو کھلی چھوٹ دے دی۔ احمدیوں کی مساجد پر حملے، توڑ پھوڑ اور قبضے ہر روز کا معمول بن گئے۔ احمدیوں کے خلاف مقدمات کی بھرمار اور قتل و غارت گری کی گرم بازاری جیسے ناروا افعال کارِ ثواب کے زمرہ میں شامل کر دئے گئے۔ جنرل صاحب احمدیوں کے خلاف قدغنیں لگا کر اور ان کے جان و مال کو غیر محفوظ بنا کر مُلاؤں کی خوشنودی حاصل کر رہے تھے اور اس طرح اپنے اقتدار کو محفوظ سے محفوظ تر بنا رہے تھے لیکن اس بات سے بے خبر تھے کہ وہ خدائی قہر کو دعوت دے کر اپنی جان کو غیر محفوظ بنا رہے ہیں۔ خدائی مشیت کا مقابلہ کرنا اور اس کے فیصلہ کو بدلنا بزعم خود اپنے آپ کو مختارِ کل سمجھنے والے کسی عاجز بشر کے لئے کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔ آخر احمدیوں کے مذہبی حقوق اور آزادیوں پر قدغنیں لگانے اور احمدیوں کے خلاف مظالم روا رکھنے کے لئے ملاؤں کو کھلی چھٹی دینے والا جنرل ضیاء الحق اگست ۱۹۸۸ء میں ایک فضائی حادثہ کا شکار ہو کر زمین سے بہت دور آسمان کی بلندیوں میں بھڑکنے والی انتہائی ہولناک آگ کے غضب آلود اور دہشتناک شعلوں میں آناً فاناً بھسم ہو کر ہوا میں تحلیل ہو گئے۔

ذاتی اعتقاد ایک الگ بات ہے لیکن ایسے ذاتی اعتقاد کو جس سے دوسرے کے حقوق کا اتلاف لازم آتا ہو قانون کے بل پر بالجبر نافذ کرنا ظلم کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہوتا ہے۔ اور جب ظالمانہ قانون کی آڑ میں مُلاؤں کو "فی سبیل اللہ" فساد برپا کرنے کی کھلی چھٹی دے دی جائے تو پھر ظلم کا ایسا دروازہ کھلتا ہے کہ ظلم کراں در کراں ہی نہیں بیکراں ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ ہرچند کہ مولوی صاحبان جنرل ضیاء الحق پر پوری طرح سوار تھے اور وہ ان کی ہر خواہش کو پورا کرنے پر مجبور تھے لیکن جو کچھ ان سے کروایا جا رہا تھا اصولاً اس کے دوررس انتہائی مضرت رساں نتائج و عواقب کا احساس ان کے دل کے کسی نہ کسی گوشے میں ضرور جاگزیں تھا۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہرچند کہ انہوں نے ۱۹۸۳ء کے ایک جلسہ میں جو کراچی میں منعقد ہوا تھا مولوی محمد رفیع عثمانی کے پراصرار مطالبہ پر اعلان کیا وہ اپنے اعتقاد کی رو سے قادیانی جماعت کے بانی کو کافر سمجھتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ بعض اہانت آمیز الفاظ سے بھی اپنی زبان کو آلودہ کیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا:

"حقیقت یہ ہے کہ یہ (احمدیوں کے خلاف شورش۔ ناقل) ایک سیاسی مسئلہ ہے اور مسلمانوں کو فرقوں میں بانٹنے والی ایک جماعت اسے ہوا دے رہی ہے اور چاہتی ہے کہ اپنے مفادات حاصل کرے"۔

(روزنامہ جسارت کراچی ۱۷/نومبر ۱۹۸۳ء۔ منقول از ہفت روزہ المنبر فیصل آباد بابت ۲۸/نومبر تا ۱۱/دسمبر ۱۹۸۳ء بمطابق ۲۲/صفر تا ۵/ربیع الاول ۱۴۰۴ھ۔ جلد ۲۹ شمارہ ۹۔۱۰ صفحہ ۷۔۸)

خود کردہ را چہ علاج

یہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کہ یہ مسلمانوں کو فرقوں میں بانٹنے والی ایک جماعت ہے جو احمدیوں کے خلاف شور مچا رہی ہے تاکہ اپنے مفادات حاصل کرے، جنرل ضیاء الحق نے احمدیوں کے خلاف "اینٹی احمدیہ آرڈیننس" جاری کیا اور اس پر بھرپور طریقے سے عمل کرایا اور پاداش عمل کے طور پر عبرتناک انجام کو پہنچے۔ لیکن خود ان کے اپنے قول کے مطابق دراصل یہ ابتداء تھی مسلمانوں کو فرقوں میں بانٹنے اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو کر کبھی ختم نہ ہونے والے فسادات کا راستہ صاف کرنے کی۔ قوم اس کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔ فرقہ واریت نے جو گل کھلائے اور ہنوز کھلا رہی ہے وہ ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح سب کے سامنے ہیں۔

اے کاش! اب بھی قوم اپنے "اجتماعی گناہ" کا احساس کر کے اس کی تلافی کی طرف مائل ہو تاکہ تشتت و افتراق اور تباہی و بربادی کا سدّباب ہو سکے اور قوم اس وقت سے بچ سکے کہ قدرت اپنا آخری فیصلہ نافذ کرے۔

جہاں تک اینٹی احمدیہ آرڈیننس کی شکل میں احمدیوں کے مذہبی اور انسانی حقوق پر قدغنوں کے بہ تسلسل جاری رہنے کا تعلق ہے ہم جناب احمد ندیم قاسمی کا ایک شعر درج کر کے اپنی معروضات کو ختم کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ؎

قدغنوں پر سے اُچھل جاتا ہے سیلِ تاریخ
اور فلک تک تو کبھی اُٹھ نہیں سکتی دیوار

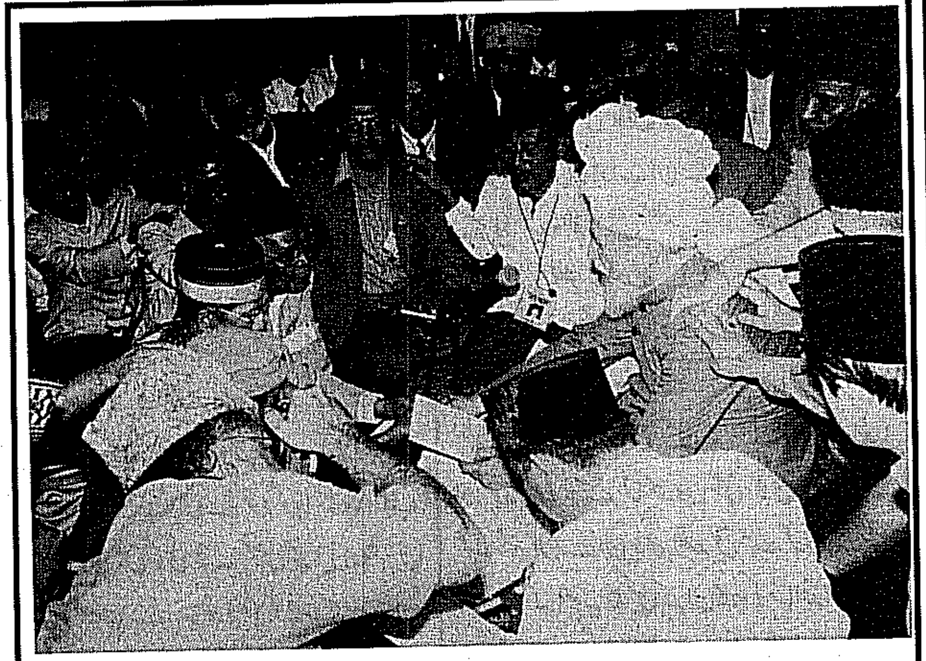

انڈونیشیا کے جلسہ سالانہ ۲۰۰۰ء کے موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر مرکز کمانگ میں چیف آف بونے اور ایک ہزار سات سو افراد کی بیعت کا منظر

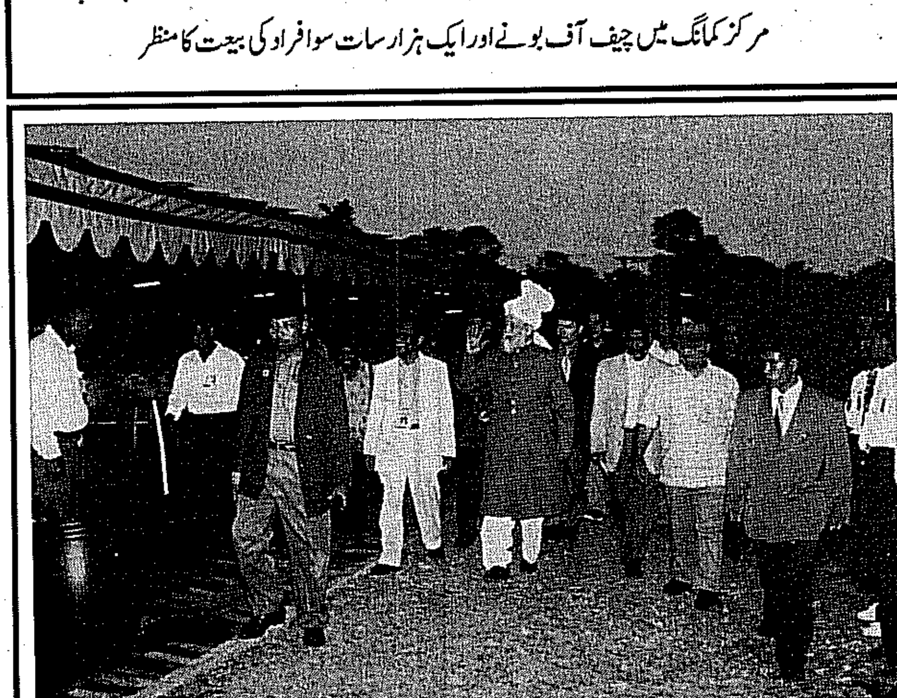

حضور ایدہ اللہ دورہ انڈونیشیا کے موقع پر مرکز کمانگ بوگر میں جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ کرتے ہوئے

Money Matters
Mortgages, Remortgages
Secured-unsecured Loans
Homeowner Loans,
Tenent Loans,Personal Loans,
Credit Cards,
Current-Savings accounts,
Business Finance
FEEL FREE TO CCONTACT
Mr.Khalid Mahmood
Tel:020 8649 9681 Fax:020 8686 2290
Mobile: 07931 306576
Your home is at risk if you do not keep up repaymants on mortgage or any other loan secured on it

گنی بساؤ کی جماعت سنجال (Sanjal) میں
مسجد کا افتتاح

(رپورٹ: ناصر احمد کاہلوں۔ مبلغ سلسلہ)

جب سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے تعمیر سو مساجد کی تحریک فرمائی ہے۔ جماعت احمدیہ عالمگیر میں اس تحریک پر لبیک کہنے کے لئے ایک دوڑ شروع ہو گئی ہے۔ جماعت احمدیہ گنی بساؤ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اس خصوصی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے پہلی مسجد کی تعمیر کی توفیق پا رہی ہے۔ اس تحریک کے شروع ہونے سے قبل

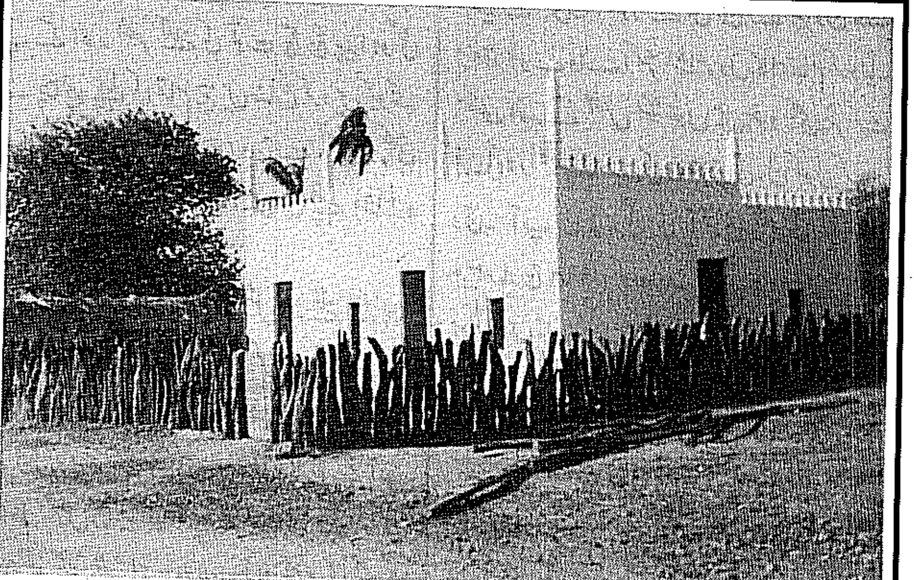

سنجال میں نو تعمیر شدہ مسجد کا ایک بیرونی منظر

جماعت کو یہاں چار مساجد تعمیر کی توفیق عطا ہو چکی ہے۔

سنجال جماعت کا تعارف

سنجال ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو گنی بساؤ کے شمالی ریجن اوئیو (Oio) میں فریم (Farim) شہر

مکرم حمید اللہ صاحب ظفر، امیر جماعت احمدیہ گنی بساؤ سنجال کی مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر خطبہ جمعہ دے رہے ہیں۔

سے تقریباً دس کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

اس جماعت کے افراد بلانتا (Balanta) قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ وہ قبیلہ ہے جس کی بھاری اکثریت ابھی تک لامذہب ہے۔ جو لوگ اس قبیلہ میں سے مسلمان ہو جاتے ہیں ان کو بلانتا مانع کہا جاتا ہے۔ اس میں جماعت کا پودا لگنے سے قبل عیسائیوں نے اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کی کوشش کی لیکن جماعت کی کوششوں سے یہاں پر احمدیت کا پودا لگنے کے بعد اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گاؤں کی اکثر آبادی جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکی ہے اور اخلاص میں ترقی کر رہی ہے۔

مسجد کی تعمیر

مئی ۲۰۰۰ء میں مکرم حمید اللہ صاحب ظفر، امیر و مشنری انچارج گنی بساؤ کی قیادت میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ ان کے ساتھ فریم ریجن کے گورنر اور سیکٹر کے پریذیڈنٹ نے بھی اس تقریب میں شمولیت کی۔ چنانچہ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا اور مرکز کی طرف سے بھیجے ہوئے دو واقفین مکرم محمد امین چھینہ صاحب اور مکرم عبدالحمید چھینہ صاحب کی کوششوں سے یہ مسجد پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ یہ دونوں واقفین خدا تعالیٰ کے فضل سے فن تعمیر میں بہت اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

افتتاحی تقریب

یہ مسجد خدا تعالیٰ کے فضل سے جنوری ۲۰۰۱ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچی تو مکرم امیر صاحب نے مقامی جماعت کے مشورہ سے ۹ر فروری کا دن افتتاحی تقریب کے لئے مقرر فرمایا۔ تمام جماعتوں کو اس کی اطلاع کردی گئی۔

مکرم ابراہیم جالو صاحب وزیر مذہبی امور گنی بساؤ اور سیکرٹری ایڈمنسٹریٹر مکرم اسماعیل کانڈے صاحب مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر مسجد میں بیٹھے خطبہ سن رہے ہیں

مسجد کی سجاوٹ کا انتظام مکرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب کے سپرد تھا جنہوں نے مسجد کو خوبصورت جھنڈیوں اور بینرز کے ساتھ سجایا اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام بھی کیا۔ سب مہمانوں نے مسجد کی خوبصورتی پر خوشی کا اظہار کیا۔

تقریب کا آغاز

پروگرام کا آغاز نماز جمعہ سے کیا گیا۔ نماز سے قبل مکرم امیر صاحب نے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ اب یہ مسجد مکمل تو ہو گئی ہے اب اسے نمازیوں سے بھرنے کی ضرورت ہے۔

نماز جمعہ کے بعد کارروائی کا آغاز مکرم امیر صاحب کی صدارت میں ہوا۔ مکرم امیر صاحب نے وزیر مذہبی امور مکرم ابراہیم سوری جالو صاحب (Ibrahim Suri Jalo) کو دعوت دی کہ وہ سٹیج پر تشریف لا کر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ موصوف لندن میں جلسہ سالانہ میں شرکت کر چکے ہیں۔

مکرم ابراہیم سوری جالو صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ جب سے جماعت احمدیہ گنی بساؤ میں داخل ہوئی ہے اس نے حکومت کے ساتھ بھرپور تعاون کیا ہے اور یہ جماعت جو وعدہ کرتی ہے اس پر عمل کر کے دکھاتی ہے۔ انہوں نے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور خوبصورت مسجد کی تعمیر پر مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ پہلے بھی کئی جماعتیں مذہب کے نام پر کام کر رہی ہیں مگر سب دھوکہ باز ہیں۔ اگر حقیقی اسلام کہیں موجود ہے تو وہ جماعت احمدیہ میں نظر آتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں سب کو کہتا ہوں کہ وہ اس جماعت کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔

علاوہ ازیں فریم ریجن کے گورنر، ریجنل ڈائریکٹر آف پولیس، ڈائریکٹر آف ایجوکیشن، پریذیڈنٹ سیکٹر اور ملٹری کمانڈر بھی اس تقریب میں شامل ہوئے اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے بھی تعاون کیا اور اس تقریب کے بعض حصوں کو ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا اور ریڈیو پر بھی نشر کیا گیا۔ اسی طرح اخبارات میں بھی خبریں شائع ہوئیں۔

احباب جماعت احمدیہ عالمگیر سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ گنی بساؤ کو اپنے فضل سے جماعتی مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ترقی کے نئے سے نئے راستے کھولے آمین۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

ٹریول کی دنیا میں ایک نام

KMAS TRAVEL

پی آئی اے کے منظور شدہ ایجنٹ

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کسی اور جگہ جانے کی ضرورت نہیں
پارکنگ، پٹرول اور وقت بچائیے۔ Kmas Travel سے دنیا بھر میں جانے کے لئے ہوائی سفر کی بکنگ کروائیں اور گھر بیٹھے ٹکٹ حاصل کریں۔ پریشانی سے بچنے کے لئے قبل از وقت بکنگ کروائیں۔
"کینیڈا اور امریکہ کی بکنگ بھی جاری ہے"
رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود
KMAS Travel Darmstadt . Germany
Tel: 06150-866391 Fax: 06150-866394
Mobile: 0170-5534658

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۷؍فروری ۲۰۰۰ء میں شائع ہونے والی مکرم خالد ہدایت بھٹی صاحب کی ایک نظم سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

مہکا رہا ہے دل کو حرفِ گلاب اس کا
سارے جہاں سے اچھا حسن خطاب اس کا
دل سے وہ بولتا ہے اور خوب بولتا ہے
دل میں اترتا جائے حرفِ خطاب اس کا
ہر لفظ معرفت میں اس کا ڈھلا ہوا ہے
قولِ صواب بھی ہے کارِ صواب اس کا
ہیں سیکھتے یہاں سے ہر رمز دلربائی
اہل جہاں کو مژدہ چہرہ کتاب اس کا

......❀......❀......❀......

دعاؤں کا زندہ معجزہ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲؍فروری ۲۰۰۰ء میں مکرم یوسف سہیل شوق صاحب کے قلم سے ایک واقعہ شائع ہوا ہے جو مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب نے ایک محفل میں یوں بیان کیا کہ چند سال قبل مکرم ثاقب زیروی صاحب کو بھولنے کی بیماری ہوگئی۔ معائنہ کروانے پر پتہ چلا کہ سر کی بیرونی ہڈی اور دماغ کے درمیان خون جم گیا ہے جس کی وجہ سے دماغ سکڑ گیا ہے۔ فوج کے ماہر نیورو سرجن نے آپریشن کا فیصلہ کیا۔ ۷۵ سالہ کمزور مریض جو دل کے عارضے کا شکار چلا آرہا ہو، اُس کا آپریشن کامیاب ہونا بظاہر ناممکن تھا لیکن اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہ تھا۔

محترم ثاقب صاحب کو جب آپریشن کیلئے راولپنڈی لایا گیا تو آپ کے ہوش پوری طرح بحال نہ تھے۔ آپریشن میں سر کے پانچ مقامات پر سوراخ کرکے خون نکالا گیا۔ سرجن کے مطابق بچے کا دماغ ایسے آپریشن کے بعد اصل جسامت پر واپس آجاتا ہے لیکن عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ یہ صلاحیت ختم ہوتی جاتی ہے یعنی اگر آپریشن کامیاب ہو بھی جائے تو بھی مریض اپنی اصلی صحت پر واپس نہیں آسکتا۔ سرجن کا یہ بھی کہنا تھا کہ گزشتہ تین برس میں اُنہوں نے اس قسم کے تیرہ آپریشن کئے تھے جن میں سے کوئی ایک بھی کامیاب نہیں ہوسکا تھا۔

آپریشن کے دو تین روز کے بعد جب نیورو سرجن نے مکرم ثاقب صاحب کا معائنہ کیا تو وہ آپ کی تندرستی کی رفتار دیکھ کر حیران رہ گئے اور بے ساختہ پوچھا کہ ثاقب صاحب! آپ کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے؟۔ ثاقب صاحب نے کہا: "میرے پیچھے جس کا ہاتھ ہے وہ ہاتھ آسمان تک پہنچتا ہے"۔ سرجن نے کہا کہ اپنا ایک سال پرانا شعر سنائیں۔ جب آپ نے سنادیا تو کہا کہ دس سال پرانا شعر سنائیں۔ پھر اس سے بھی پرانا شعر سنا۔ جب ثاقب صاحب نے تمام شعر پوری صحت کے ساتھ سنائے تو سرجن نے کہا کہ آپ کی یادداشت تو پہلے سے کئی گنا بہتر ہوچکی ہے۔

ثاقب صاحب کہتے ہیں کہ آپریشن سے پہلے مَیں نے تمام کام حتی الوسع نپٹالئے تھے، آخری ہدایات بھی دیدی تھیں کیونکہ مجھے ہرگز یقین نہیں تھا کہ آپریشن کے بعد زندہ بھی رہ سکوں گا۔

محترم ثاقب صاحب کا وجود دعاؤں کی قبولیت کا ایک زندہ نشان ہے اور بے شک ہر احمدی کے پیچھے وہ ہاتھ ہے جو آسمان تک پہنچتا ہے۔

......❀......❀......❀......

محترم عبیداللہ علیم صاحب

قبل ازیں ۵؍فروری ۱۹۹۹ء اور ۱۵؍ستمبر ۲۰۰۰ء کے شماروں کے اسی کالم میں محترم عبیداللہ علیم صاحب کا ذکر خیر کیا گیا تھا۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۹ و ۳۱؍جنوری ۲۰۰۰ء کے شماروں میں آپ کے بارہ میں مکرمہ فرح نادیہ صاحبہ کا ایک تفصیلی مضمون شامل اشاعت ہے جس میں بیان کئے جانے والے اضافی امور ذیل میں پیش ہیں۔

محترم علیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے والد رحمت اللہ بٹ صاحب کشمیری تھے اور والدہ کا نام سعادت بی تھا اور وہ یوسف زئی پٹھان تھیں، آداب و گفتگو میں بہت نفاست پسند تھیں، بہت اچھی شکاری اور ماہر گھڑسوار تھیں۔ والد سے زیادہ پورے علاقہ میں والدہ کا رعب تھا۔ بہت ہمدرد، ملنسار اور محبت کرنے والی خاتون تھیں۔ یہ میرے والد کی دوسری بیوی تھیں۔ بڑی والدہ سے دس بہن بھائی تھے، دوسری سے بھی دس، تیسری سے تین چار اور چوتھی سے بھی تین چار۔

محترم علیم صاحب کا اصل نام عبیداللہ تھا اور علیم انہوں نے خود اپنے نام کے ساتھ اُس وقت لگایا جب وہ چھٹی ساتویں جماعت میں پڑھتے تھے۔ خوبصورت مناظر اور چہرے آپ کو بچپن ہی سے متاثر کرتے چلے آئے تھے اور اپنی بچپن کی بعض یادیں آپ کو ہمیشہ بے چین کرتی آئیں۔ بچپن ہی سے دوسروں سے آگے نکلنے کا خبط سوار تھا۔ دوسروں پر سبقت لے جانا اور زیر کرنے کی کوشش کرنا آپ کی سرشت میں شامل تھا۔ پڑھائی اور کھیل دونوں میں ممتاز نظر آتے رہے۔ کشتی، فٹ بال، کیرم، تاش میں بہت دلچسپی تھی۔

اگرچہ علیم نے ابتدائی تعلیم بھوپال میں حاصل کی لیکن بارہ تیرہ سال کی عمر میں پاکستان آنے کے بعد کراچی سے میٹرک سے ایم اے تک کی تعلیم حاصل کی۔ اسی دوران آپ نے کئی کام کئے، پائپ بنانے والی فیکٹری میں ملازمت کی، ریلوے اسٹیشن پر انڈے بیچے، کارخانے میں بیڑیاں بنائیں۔

نویں کلاس سے شاعری کا آغاز کیا۔ بزرگ شاعر شاہد منصور سے اصلاح لینا شروع کی اور اُن کی تلقین پر "کلیات میر" پڑھی جس نے آپ کی زندگی اور شاعری پر فیصلہ کن اثرات مرتب کئے۔ پہلی نظم "المصلح" کراچی میں ۵۶ء میں شائع ہوئی لیکن ۵۹ء میں پہلی دفعہ آپ کو احساس ہوا کہ اب آپ کے اندر شعر لکھنے کی قوت سچ مچ پیدا ہوگئی ہے۔ چنانچہ پہلے کی تمام چیزیں ضائع کردیں کیونکہ شعر اور آواز کی وہ کیفیت جو روح سے تعلق رکھتی ہے، اب پیدا ہوئی تھی۔ ۵۹ء میں ہی پہلے مشاعرہ میں کلام پڑھا۔

۵۸ء میں پاکستان میں مارشل لاء لگنے کے بعد علیم سیاسی تنظیموں کے سرگرم رکن بن گئے اور اسی پاداش میں اپنے آٹھ ساتھیوں سمیت ۶۱ء میں کالج سے نکال دیئے گئے اور کسی دوسرے کالج نے آپ کو داخلہ نہیں دیا کیونکہ آپ تخریب کار کے طور پر مشہور ہوگئے تھے۔ اس دوران باغیانہ شاعری بھی کی اور مقبول شعراء میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ تاہم آپ نے جو سیاسی نظمیں لکھیں بعد میں اُنہیں خود ناپسند کیا۔ سیاست میں حصہ لینے کے باعث آپ کے والد نے بھی آپ کو گھر سے نکال دیا۔ چنانچہ پھر نوکری، برخاستگی اور آوارہ گردی کا تکونی سلسلہ شروع ہوگیا۔ چند مہینے بعد تعلیم کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا لیکن جلد ہی وہ بھی منقطع ہوگیا۔ تاہم شہرت نے آپ کے قدم چوم لئے اور مشاعروں میں باقاعدگی سے آپ کو بلایا جانے لگا۔ کئی جگہ ملازمتیں کیں لیکن کچھ عرصہ بعد چھوڑدیں چنانچہ کوئی مستقل سلسلہ آمدنہ پیدا ہوا۔

۶۴ء کے انتخابات کے موقع پر علیم نے ایک سیاسی نظم لکھی جس پر آپ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوگئے اور آپ ایک دوست کے گھر روپوش رہے۔ پھر آپ نے بعض فلمی گیت بھی لکھے اور آپ کی کئی نظمیں اور غزلیں بہت سے فنکاروں نے ریڈیو اور ٹی وی پر پڑھیں۔ ۷۰ء میں پاکستان ٹیلی ویژن میں پروڈیوسر بن گئے۔

۱۲؍ستمبر ۱۹۷۰ء کو آپ کی دوسری شادی نگار یاسمین کے ساتھ ہوئی جن کا تعلق لکھنؤ سے ہے۔ اس کے بعد علیم کی زندگی میں قدرے ٹھہراؤ آگیا۔ نگار یاسمین سے علیم کے تین بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ ۹۵ء میں تیسری شادی سیدہ تحسین سے ہوئی جن سے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔

۷۸ء میں ضیاء الحق کے دور میں آپ کے حالات اتنے خراب کردیئے گئے کہ آپ نے پاکستان ٹیلی ویژن کے پروڈیوسر کی ملازمت چھوڑدی۔ مالی مشکلات سے نپٹنے کے لئے کچھ عرصہ نیشنل بینک میں ملازمت کی لیکن دلچسپی نہ ہونے کے باعث چھوڑدی۔ کچھ عرصہ بی سی سی آئی میں پروٹوکول مینیجر کے طور پر کام کیا اور بینک بند ہوجانے کے بعد یہ فیصلہ کرلیا کہ صرف شاعری کریں گے اور روکھی سوکھی کھاکر گزارا کرلیں گے۔

۸۹ء میں لکھنؤ میں علیم مشاعرہ پڑھنے گئے تو اخبارات نے شہ سرخیوں میں خبر دی کہ پاکستانی شاعر نے مشاعرہ لوٹ لیا۔ آپ نے ربوہ، لاہور اور کراچی کے علاوہ کئی بیرونی ممالک میں بھی مشاعرے پڑھے مثلاً برطانیہ، جرمنی، کینیڈا، امریکہ، ڈنمارک، دوبئی، ابوظہبی وغیرہ۔

عبیداللہ علیم کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃالمسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت اور عقیدت تھی۔ حضور نے ہی ان کے بیرون ملک منعقد ہونے والے اکثر مشاعروں کا اہتمام کروایا۔ حضور انور نے بعض نشستوں میں خود بھی شرکت فرمائی اور علیم صاحب کی شاعری کی دل کھول کر داد دی۔ آپ کی زندگی کی آخری شعری نشست ۳۰؍مارچ ۱۹۹۸ء کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں منعقد ہوئی جس میں انہوں نے اپنی یہ تازہ غزل بھی سنائی:

نگار صبح کی امید میں پگھلتے ہوئے
چراغ خود کو نہیں دیکھتا ہے جلتے ہوئے

۱۸؍مئی ۱۹۹۸ء کو علیم نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ پاکستان بھر کے اہل قلم اور شعراء نے آپ کی وفات پر نہایت دکھ کا اظہار کیا اور اسے ایک عظیم ادبی خلا قرار دیا۔ حضور انور نے کئی بار علیم صاحب کا نہایت محبت سے ذکر کرتے ہوئے آپ کے کلام کی بہت تعریف فرمائی۔ فرمایا:

"یہ پاکستان میں بھی مقبول ترین ہوتے مگر ان کی خوبی یہ تھی کہ جماعت کی بڑی غیرت رکھتے تھے، ننگی تلوار تھے۔ اس پہلو سے ان کو بہت دبانے کی کوشش کی گئی مگر ان کی زندگی ایسی تھی کہ ہمیشہ کیلئے دبا سکتے ہی نہیں تھے اور ان کو مشاعروں میں بلانا پڑتا تھا جب بھی آتے تھے چھا جاتے تھے...... ان کی دو باتوں کی وجہ سے مَیں ان کا بہت احترام کرتا تھا۔ ایک یہ کہ ان کے کلام میں احمدیت کے بہت تذکرے ہیں، جو ہم پر گزرتی ہے اسکے بارے میں۔ پھر حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کے متعلق بہت اچھا کلام انہوں نے کہا۔ بعض دفعہ تو لگتا ہے کہ غیب کی آواز سے بولتے تھے، اللہ ان سے بلواتا ہے"۔

حضور انور کو علیم صاحب کی دو غزلیں بہت پسند تھیں یعنی:

مٹی تھا مَیں خمیر ترے ناز سے اُٹھا
پھر ہفت آسماں مری پرواز سے اُٹھا

اور یہ بھی:

باہر کا دھن آتا جاتا، اصل خزانہ گھر میں ہے
ہر دھوپ میں جو مجھے سایہ دے وہ سچا سایہ گھر میں ہے

محترم علیم صاحب کی یاد میں غیراز جماعت رسائل میں بھی کئی مضامین شائع ہوئے۔ ادبی رسالہ "سیپ" نے خاص نمبر نکالا، پی ٹی وی نے خصوصی پروگرام پیش کیا نیز اسلام آباد اور کراچی میں کئی سیمینار اور مشاعرے منعقد کئے گئے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

21/05/2001 – 27/05/2001

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours.
For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344
ALL TIMES ARE NOW GIVEN IN GMT

Monday 21st May 2001

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Class: Lesson No.130, First Part ® Rec: 31.10.98
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.266 ®
02.05 MTA Variety: Speech by Ataul Wahid Sb Of Canada 'The sign of the truth of the Promised Messiah' Speech by Masu Assud Sb 'Ahmadiyyat in the new generation in USA' On the occasion of Jalsa Salana USA 1998
03.05 Urdu Class: Lesson No.168 ®
04.20 Learning Chinese: Lesson No.214 ® Hosted by Usman Chou Sahib
04.55 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat Rec.13.5.01 With Hadhrat Khalifatul Masih IV®
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Kudak No.37 Produced by MTA Pakistan
07.00 Dars Ul Quran: No.20 (1998) ®Rec: 22.01.98
08.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.266 ®
09.25 Speech: 'Masalah Khilafat' by Mau. Sultan M. Anwar Sb.
10.25 Documentary
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
12.05 Tilawat, News, Dars ul Hadith
12.55 Rencontre Avec Les Francophones:Rec.07.05.01
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Homeopathy Class No.21 Rec.14.06.94
16.10 Children's Corner: Class No.130 Final Part Rec:31.10.98
16.55 German Service: Various Programmes
18.05 Tilawat
18.15 Urdu Class: Lesson No.169 Rec.10.05.96
19.25 Speech: ®
20.20 Turkish Programme: 'Barkat-e-Khilafat' Presenter Dr. Jalal Shams Sb.
20.55 Rencontre Avec Les Francophones ®
22.00 Ruhani Khazaine: Quiz Programme – Part 3
22.50 Homeopathy Class: Lesson No.21 ®

Tuesday 22nd May 2001

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Class: Lesson No.130 ®
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.267 ®
02.15 MTA Sports: Football Final Basalat group vs Shafqat group Annual games Jamia Rabwah 1997
02.45 Urdu Class: Lesson No.169 ®
04.10 *Khilafat Day Programme:* 'Barkat-e-Khilafat' Part 1
04.50 Rencontre Avec Les Francophones ®
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Class: Lesson No.130 ®
07.15 Pushto Programme: F/S Rec.25.02.00 With Pushto Translation
08.00 Ruhani Khazaine: Quiz Prog. ® Vol.3 of the book 'Azalah-e-Oham' ®
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.267 ®
10.00 Urdu Class: Lesson No.169 ®
11.05 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.35 Le Francais C'est Facile: Lesson No. 20 Presented by Naveed Marty Sahib
13.00 Bengali Mulaqat: With HuzoorRec.15.05.01
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Tarjamatul Quran Class: No.184 Rec.18.03.97
16.05 Children's Corner: Guldasta No.29 Produced by MTA Pakistan
16.35 Le Francais C'est Facile: Lesson No.20 ®
17.05 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class No.170 Rec.11.05.96
19.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.268 Rec.02.04.97
20.15 MTA Norway: From the book 'Jesus in India' Presenter: Noor Ahmad Truls Bolstad Sahib
20.45 Bengali Mulaqat: Rec.15.05.01®
21.40 *Khilafat Day Programme:* Barkat-e-Khilafat — Part 2
22.25 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.184 ®
23.25 Le Francais C'est Facile: Lesson No.20 ®

Wednesday 23rd May 2001

00.05 Tilawat, News
00.30 Children's Corner: Guldasta No.29 ®
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.268 ®
02.10 Bengali Mulaqat: Rec.15.05.01 ®
03.05 Urdu Class: Lesson No.170 ®
04.15 Le Francais C'est Facile: Lesson No.20 ®
04.55 Tarjumatul Quran: Lesson No.184 ®
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Guldasta No.29 ®
07.15 Swahili Programme: Muzaakharah Host: Abdul Basit Shahid Sahib
07.50 Swahili Programme: Dars ul Hadith
08.15 Hamari Kaenat: Prog. No.92 ®
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.268 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.170 ®
11.05 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.35 Urdu Asbaaq: Prog. No.47 By Maulana Choudhry Hadi Ali Sb.
13.00 Atfal Mulaqat: With Huzoor Rec.03.11.99
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Tarjamatul Quran Class No.185 Rec: 19.03.97
16.20 Urdu Asbaaq: Prog. No.47 ®
16.45 Children's Corner: Hikayaate Shereen
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 Urdu Class: Lesson No.171 Rec.12.05.96
19.35 Liqa Ma'al Arab: No.269 Rec. 03.04.97
20.35 MTA France: Aurore, Jour du Califat
21.05 Atfal Mulaqat: Rec.03.11.99 ®
22.00 Discussion: An introduction to book 'Faslul Khitaab', Written by Hadhrat Khalifatul Masih I, Prog. No.1
22.40 Tarjamatul Quran: Lesson No.185 ®

Thursday 24th May 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Hikayaate Shereen ®
00.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.269 ®
01.50 Atfal Mulaqat: Rec.03.11.99 ®
03.05 Urdu Class: Lesson No.171 ®
04.10 Urdu Asbaaq: Prog. No.47 ®
04.40 Tarjamatul Quran: Lesson No.185 ®
06.05 Tilawat, News
06.35 Sindhi Prog.: The Message of Ahmadiyyat Presenter: Masood Ahmad Chandieu Sahib
07.00 Tabarukaat: Speech by Hadhrat Maulana Abul Atta Sahib. Jalsa Salana Rabwah 1968
07.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.269 ®
08.55 MTA Variety
09.30 Ansar Sultan-Ul-Qalam: Introduction to the Books of Hadhrat S. Y. Ali Arfaani Sb. / No.1
09.45 Speech: by Meer M. A. Nasir Sb. Topic: Khilafat
10.00 Urdu Class: Lesson No.171 ®
11.05 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Aina: A reply to allegations made against Ahmadiyyat by a Pakistani Newspaper.
13.00 Khilafat Day Part 1 Organised by Nasiratul Ahmadiyya Rabwah
14.10 Bengali Service: F/S Sermon by Hazoor Rec.16.06.95
15.20 Homeopathy Class No.22 Rec: 20.06.94
16.30 Children's Corner: Guldasta No.36 ®
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 Urdu Class: Lesson No.172 Rec.19.05.96
19.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.270 Rec: 08.04.97
20.25 Interview: Of Mirza Muzaffar Ahmad Sb ®
20.55 MTA Lifestyle: Al Maidah How to prepare Mutton Biryani
21.10 Ansar Sultan-Ul-Qalam ®
21.40 Quiz History of Ahmadiyyat No.86 Host: Fahim Ahmad Khadim Sahib
22.25 Homeopathy Class: Lesson No.22 ®
23.35 Aina: A reply to allegations made against Ahmadiyyat by a Pakistani Newspaper. ®

Friday 25th May 2001

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45 Children's Corner: Guldasta No.36 ®
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.270 ®
02.10 Interview: With Mirza Muzaffar Ahmad Sb ®
03.10 Urdu Class: Lesson No.172 ®
04.05 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
04.20 Aina: Reply to Allegations ®
04.40 Homeopathy Class: Lesson No.22 ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Corner: Guldasta No.36 ®
07.10 Quiz; History of Ahmadiyyat No.86 ®
07.50 Saraiky Programme: F/S Rec.01.09.00
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.270 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.172 ®
10.50 Indonesian Service: Tilawat, Dars ul Hadith
11.15 Bengali Service: Various Items
11.50 Nazm & Darood Shareef
12.0 Friday Sermon: From London
13.00 Dars Malfoozat
13.35 Interview: Of Mirza Muzaffar Ahmad Sb ®
14.10 Documentary: A visit to Gibraal – 'Atroat'
14.45 Majlis e Irfan: Rec.15.09.00
15.30 Friday Sermon: ®
16.35 Children's Corner: Class No.49, Part 2 Produced by MTA Canada
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.173 Rec.24.05.96
19.15 Liqa Ma'al Arab: SessionNo.271 Rec.09.04.97
20.20 Speech: By Mau. Sultan M. Anwar Sb. Topic The Importance of Mosques
20.50 Documentary: A visit to Gibraal 'Atroat' ®
21.20 Friday Sermon: ®
22.25 Various Programme
23.10 Majlis Irfan: Rec.15.09.00 ®

Saturday 26th May 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Class No.49, Part 2 Hosted by Naseem Mehdi Sahib
01.10 Friday Sermon: ®
02.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.271 ®
03.25 Urdu Class: Lesson No.173 ®
04.15 Computer for Everyone: Part 100 Presented By Mansoor Ahmad Nasir Sahib
04.55 Majlis e Irfan: Rec.15.09.00 ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.55 Children's Class: No.49 Part 2 ® Produced By MTA Canada
07.40 MTA Mauritius: Various Programmes
08.25 Blessings of Khilafat: Part 1 Organised by Lajna Pakistan
09.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.271 ®
10.05 Urdu Class: Lesson No.173 ®
10.50 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Computers for Everyone: Part No.100 ®
13.10 German Mulaqat: With Huzoor and German Speaking Guests
14.10 Bengali Service: Various Items
15.10 Blessings of Khilafat: Part 1 ®
15.55 Children's Class: With Huzoor Rec.26.05.01
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.20 Urdu Class: Lesson No.174 Rec.25.05.96
19.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.272 Rec:10.04.97
20.15 Arabic Programme: A few extracts from Tafseer ul Kabeer – No.17
21.05 Children's Class: Rec.26.05.01 ®
22.05 Waqfeen-e-Nau Programme: No.5
22.45 German Mulaqat: ®

Sunday 27th May 2001

00.05 Tilawat, News
00.50 Quiz Khutabat-e-Iman
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.272 ®
02.05 Canadian Horizon: Children's Class No.73 Hosted by Naseem Mehdi Sb.
03.20 Urdu Class: Lesson No.174 ®
03.55 Seeratun Nabi (saw): Prog. No.35
04.55 Children's Class: Rec.26.05.01 ®
06.05 Tilawat, News, Weekly Preview
07.00 German Mulaqat: ®
08.00 Khilafat Day: Part 2 Lajna Pakistan
08.30 Ansar Sultan-Ul-Qalam: Prog. No.2
08.45 MTA Variety
09.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.272 ®
10.20 Urdu Class: Lesson No.174 ®
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.45 Khilafat Day Programme Part 2 Organised by Lajna Pakistan
13.15 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat Rec: 20.05.01
14.15 Bengali Service: Various Programmes
15.15 Friday Sermon: From London ®
16.35 Children's Class: No.131 - First Part Rec.07.11.98
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.175 Rec. 26.05.96
19.20 Khilafat Day Programme
20.25 Interview Of Mirza Muzaffar Ahmad Sb®
21.25 Dars ul Quran No.21 Rec: 24.01.98
22.55 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 Friday, May 18, 2001 Issue No. 20

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

لائبیریا (مغربی افریقہ) میں تعمیر مساجد کا مبارک سلسلہ

Cape Mount County میں احمدیہ مسجد اور مشن ہاؤس کی شاندار افتتاحی تقریب

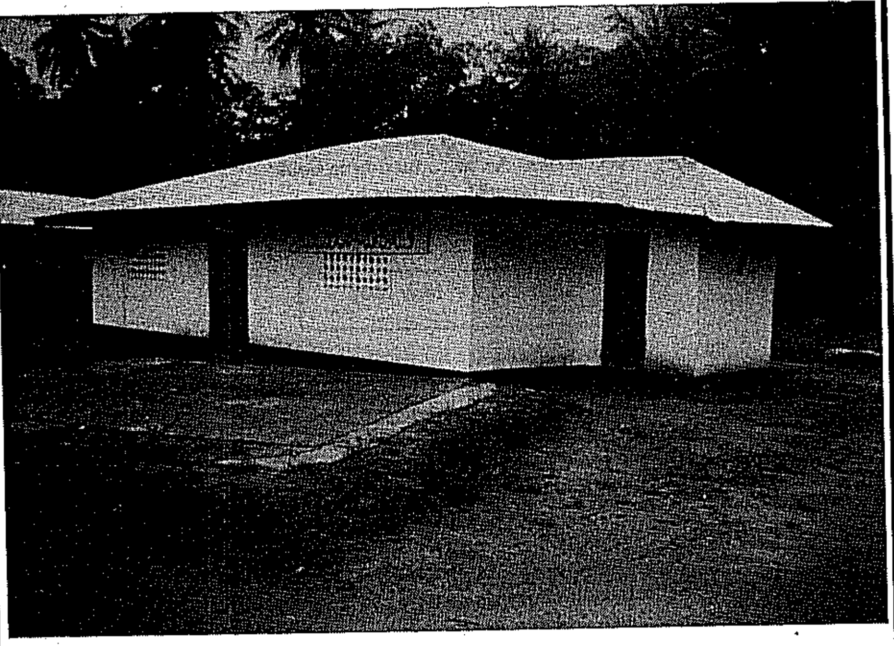

Teh Town (لائبیریا) میں نو تعمیر شدہ احمدیہ مسجد کا ایک خوبصورت منظر

لائبیریا میں سات سالہ خانہ جنگی کے دوران جہاں زندگی کا ہر طبقہ متاثر ہوا وہاں مذہبی عبادت گاہیں بھی بری طرح توڑ پھوڑ کا شکار ہوئیں۔ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق فرمائی کہ جنگ کے بعد مختلف علاقوں میں نہ صرف بیشتر مساجد کی مرمت کر کے انہیں از سر نو عبادت کے قابل بنایا بلکہ بعض جگہوں پر نئی مساجد بھی تعمیر کی گئیں۔ الحمد للہ

کیپ ماؤنٹ کاؤنٹی، گاؤلاڈ سرکٹ کے Teh Town میں نئی احمدیہ مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ ۱۴؍جولائی ۲۰۰۰ء بروز جمعۃ المبارک مکرم محمد اکرم باجوہ صاحب امیر و مبلغ انچارج لائبیریا نے ایک سادہ مگر پروقار تقریب میں خدا کے اس مقدس گھر اور مشن ہاؤس کا افتتاح فرمایا۔ ملکی ہیڈ کوارٹر منرودیا سے ۲۳ احباب پر مشتمل قافلہ اس تقریب میں شرکت کے لئے Teh Town پہنچا۔ شرکاء تقریب کی اکثریت نومبایعین پر مشتمل تھی۔

نماز جمعہ میں مکرم امیر صاحب نے جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کا ذکر کیا اور مساجد کی اہمیت کو نہایت مؤثر رنگ میں بیان فرمایا۔ بعدازاں مرکزی مبلغ مکرم افتخار احمد صاحب گوندل اور علاقہ کے چند سرکردہ افراد نے تقاریر کیں اور جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔

اجلاس کے آغاز پر موسلادھار بارش شروع ہوگئی جس سے پروگرام متاثر ہوتا دکھائی دیا۔ مکرم امیر صاحب نے تمام احباب کے ساتھ مل کر پرسوز دعا مانگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے بارش تھم گئی، مطلع صاف ہوگیا اور موسم بہت خوشگوار ہوگیا اور باقی سارا پروگرام بغیر کسی پریشانی کے اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔ مسجد کے اندر اور باہر نہایت خوبصورتی سے لکھا گیا کلمہ طیبہ ہر کسی کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر کے دوران احباب جماعت Teh Town نے بڑھ چڑھ کر وقار عمل میں حصہ لیا۔

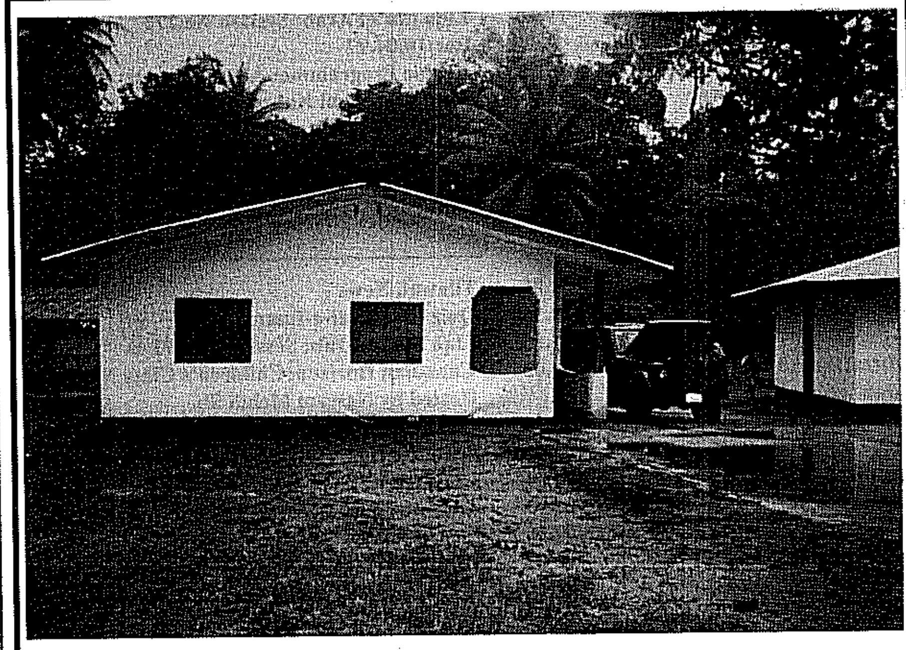

Teh Town (لائبیریا) میں نو تعمیر شدہ احمدیہ مشن ہاؤس کا ایک خوبصورت منظر

انہوں نے تمام بلاکس نہایت محنت سے خود تیار کئے اور ریت اور بجری بھی مطلوبہ مقدار میں وقار عمل کے ذریعہ اکٹھی کر کے موقعہ پر پہنچائی۔ اس طرح

باقی صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

معصوم بچوں کے خون کے بیوپاری

جماعت اسلامی پاکستان نے اپنے تئیں مجاہد اسلام ثابت کرنے کے لئے پراپیگنڈا کے میدان میں گوئبلز کو بھی مات کر دیا ہے۔ جس کا تازہ ثبوت اس کی ذیلی تنظیم "جمعیت طلبہ عربیہ پاکستان" کے رسالہ "مشکوۃ المصباح" لاہور کا "شہدائے جمعیت نمبر" ہے جس میں قائد تحریک حماس فلسطین الشیخ محمد بن احمد یاسین کے پیغام کے علاوہ "تذکرہ شہدائے کوٹلی" اور "تذکرہ شہدائے کشمیر" پر مفصل مضامین سپرد اشاعت کئے ہیں تا عالم اسلام پر نفسیاتی طور پر اثر ڈالا جاسکے کہ جماعت اسلامی فلسطین اور کشمیر کے مسلمانوں کے لئے بے دریغ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہی ہے۔ حالانکہ یہ نام نہاد صالحین دراصل سنگدلی سے معصوم جانوں کے خون سے اپنی سیاسی دکان چمکانے کے کاروبار میں مصروف ہیں۔ جس کا دستاویزی ثبوت ان کے مرشد مودودی کے کشمیر اور فلسطین کے بارے میں واضح فتاوی ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مسئلہ کشمیر سے متعلق مودودی فتویٰ

"اگر ہماری سرحد کے باہر کسی مسلمان آبادی پر ظلم ہو رہا ہو اور وہ ہم سے مدد مانگے تو ہم صرف اس صورت میں مدد کو جا سکتے ہیں جبکہ ظلم کرنے والی قوم کے ساتھ ہمارے (قومی حیثیت سے) معاہدانہ تعلقات نہ ہوں لیکن اگر ظالم قوم کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہو تو ہمارا دل خواہ اپنے مظلوم بھائیوں کی مصیبت پر کتنا ہی کڑھتا ہو ہم ان کی حمایت میں انفرادی یا اجتماعی طور پر کوئی جنگی کارروائی نہیں کر سکتے"۔

(رسالہ ترجمان القرآن جون ۱۹۴۸ء صفحہ ۱۲۱)

(۲)

"معاہدات کی موجودگی میں تو حکومت یا اس کے شہریوں کا اس جنگ میں شریک ہونا شرعاً جائز ہی نہیں۔ اگر حکومت معاہدات ختم کر کے جنگ کا اعلان کر دے تو حکومت کی جنگ تو جہاد پھر بھی نہیں ہوگی تاآنکہ اسلامی ہو جائے"۔ (بحوالہ: رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء صفحہ ۲۴۴)

مسئلہ فلسطین سے متعلق مودودی فتویٰ

"ہم وقتی مسائل کو اتنی اہمیت نہیں دیتے کہ اپنے اصل کام کو چھوڑ کر ان کے پیچھے پڑ جائیں۔ .... فلسطین کا مسئلہ اس لئے بھی اہم ہے کہ اگر خدانخواستہ وہاں یہودی ریاست بن گئی تو اس سے مرکز اسلام حجاز کو بھی متعدد قسم کے خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ اس معاملہ میں دنیا کے مسلمان مدافعت کے لئے جو کچھ بھی کریں ہم ان کے ساتھ ہیں (؟) لیکن ہمارے نزدیک اصل مسئلہ فلسطین یا ہندوستان یا ایران یا ٹرکی کا نہیں بلکہ اصل مسئلہ کفر و اسلام کی کشمکش کا ہے اور ہم اپنا سارا وقت، ساری قوت اور ساری توجہ اس مسئلے پر صرف کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جب تک یہ مسئلہ حل نہ ہوگا دوسرے مسائل کے حل ہو جانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا"۔

(رسائل و مسائل حصہ اول صفحہ ۳۲۷، ۳۲۸ ناشر اسلامک پبلیکیشنز لاہور۔ اشاعت جون ۱۹۸۳ء)